بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(سورہ یونس:۶۲)

نقشبند ہر دو عالم نقش چناں بے بند

نقش چناں بے بند کہ گویند نقش بند

مختصر حالات بزرگان

نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم سید احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء)

تحقیق وحواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرۂ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منورواشریف بہار الہند

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(سورہ یونس:۶۲)

نقشبند ہر دو عالم نقش چناں بے بند
نقش چناں بے بند کہ گویند نقش بند

مختصر حالات بزرگان

نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

تالیف لطیف

قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم سید احمد حسن منورویؒ

(۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء - ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء)

تحقیق و حواشی

اختر امام عادل قاسمی

(نبیرۂ حضرت مؤلفؒ)

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی جامعہ ربانی منورواشریف بہار الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: مختصر حالات بزرگان نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

تالیف : قطب الہند حضرت مولانا حکیم سید احمد حسن منورویؒ

تحقیق و حواشی: اختر امام عادل قاسمی (نبیرۂ حضرت مؤلف)

سن اشاعت: ۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۰ء

صفحات: 60

قیمت: 50

ناشر: جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ سوہما، ضلع سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منورواشریف، پوسٹ: سوہما، وایا: بتھان، ضلع سمستی پور ، بہار، 848207-رابطہ نمبرات: 9934082422 - 9473136822 ویب سائٹ:

www,jamiarabbani.org email. Jamia.rabbani@gmail.com

☆مکتبہ الامام، سی 212، شاہین باغ، ابو الفضل انکلیو پارٹ ۲، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی 25

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

نقشبندِ ہر دو عالم نقشِ چناں بے بند
نقشِ چناں بے بند کہ گویند نقشِ بند

مختصر حالات

نقشبندیہ ومجددیہ ومظہریہ

حسب فرمائش

منشی عبد المجید صاحب رئیس پورنیہ

عکس ٹائیٹل طبع اول

مطبوعہ حمیدیہ برقی پریس، بلوا گنج، لہیریا سرائے، در بھنگہ (سن ندارد، غالباً ۱۹۶۰ء)

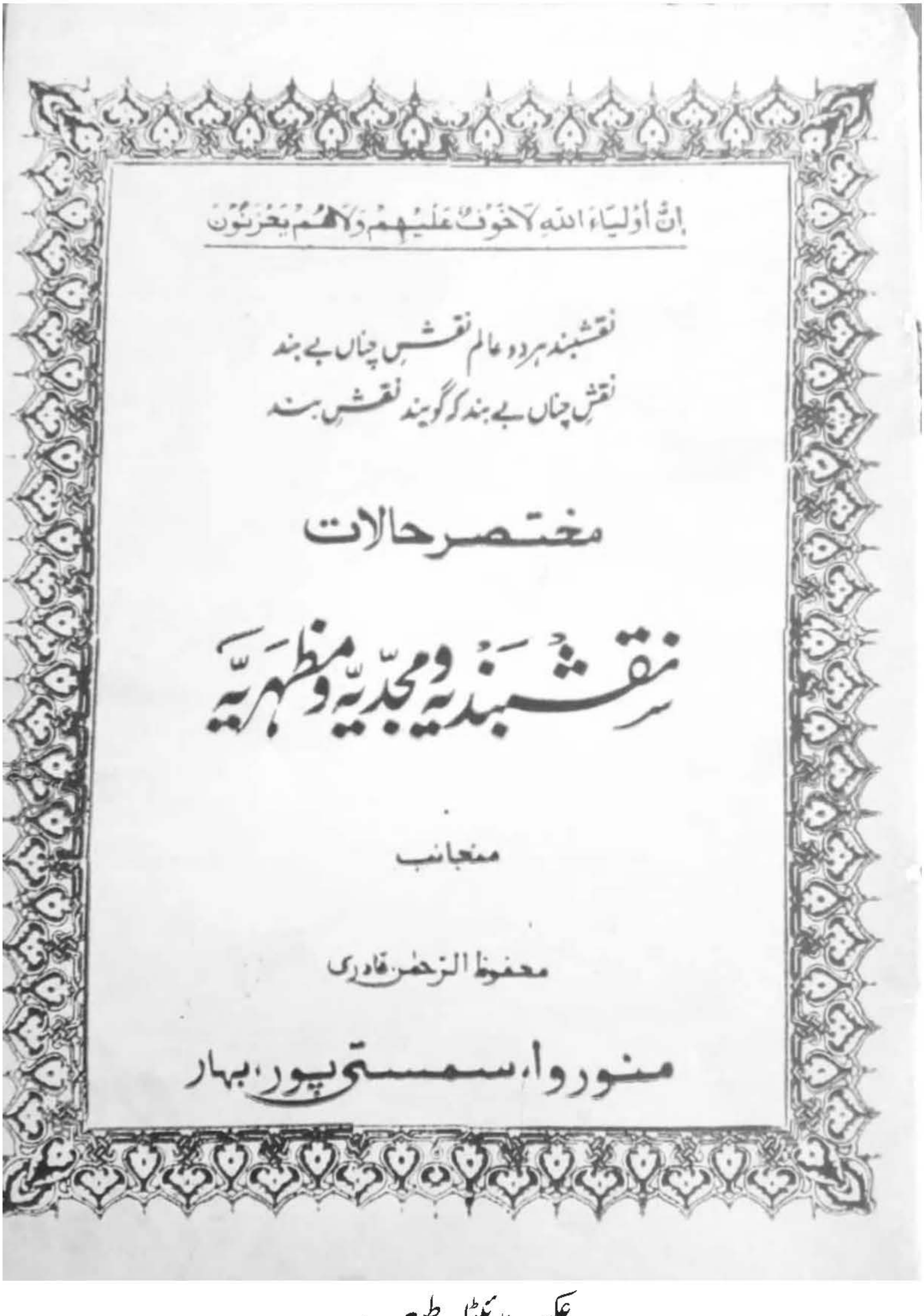

إنّ أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

نقشبند ہر دو عالم نقش چناں بے بند
نقش چناں بے بند گر گویند نقش بند

مختصر حالات

نقشبندیہ و مجددیہ و مظہریہ

منجانب

محفوظ الرحمٰن قادری

منوروا، سمستی پور، بہار

عکس ٹائیٹل طبع دوم

مطبوعہ سٹی پرنٹرس، بارہ دری بلیماران دہلی (سن ندارد، غالباً ۱۹۸۸ء)

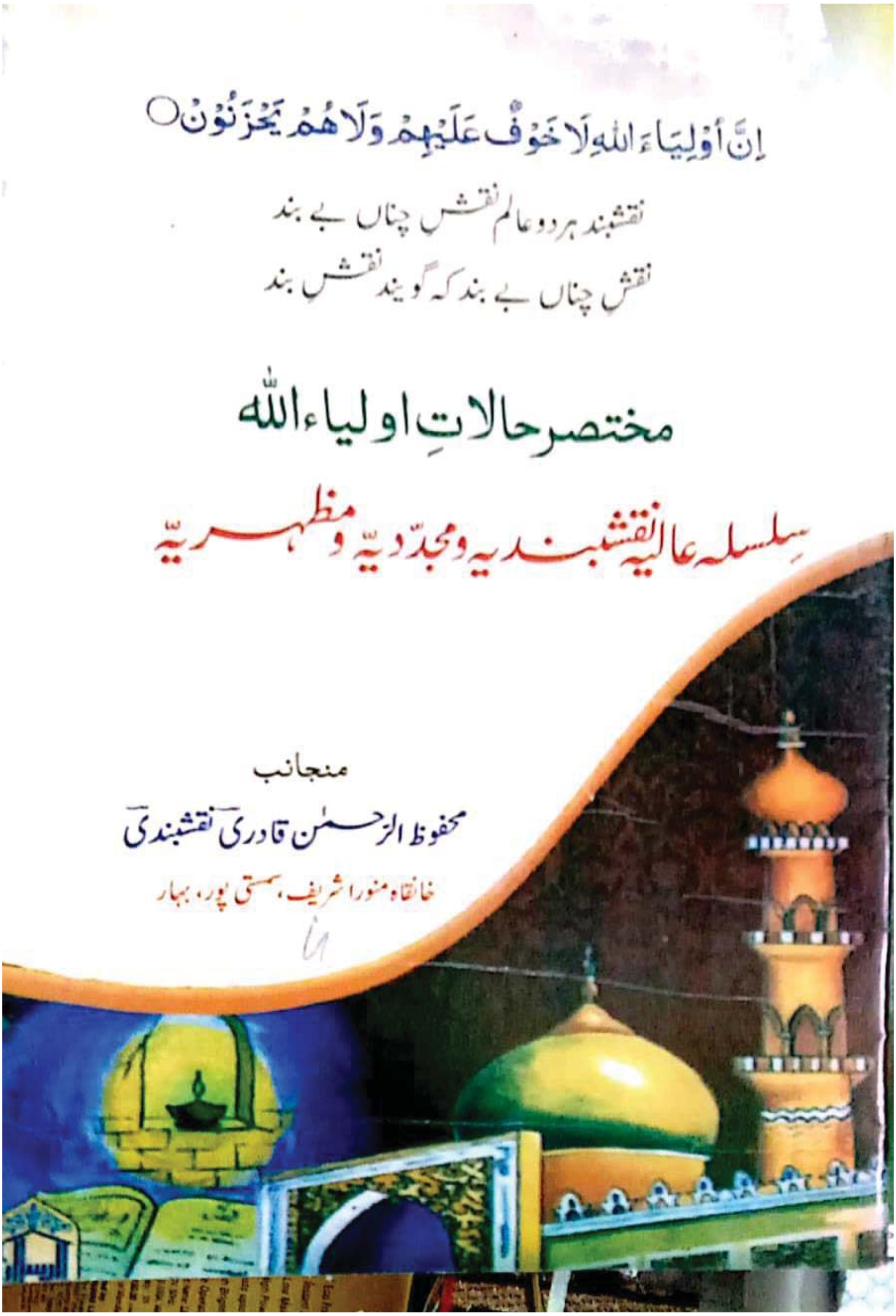

عکس ٹائیٹل طبع سوم

ناشر: خانقاہ عثمانیہ نقشبندیہ بڑگاؤں، دربھنگہ، زیر اہتمام: مدرسہ سراج العلوم بڑگاؤں ضلع دربھنگہ مطبوعہ الجدید پرنٹر کولکاتا (سن ندارد، غالباً ۲۰۱۵ء)

مندرجات کتاب

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱	تعارف کتاب	۱۰
۲	(۱)حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴
۳	(۲)حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ	۱۵
۴	(۳)حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ	۱۶
۵	(۴)حضرت سیدنا امام قاسمؒ	۱۶
۶	(۵)حضرت سیدنا امام جعفر صادقؒ	۱۷
۷	(۶)حضرت سیدنا خواجہ بایزید بسطامیؒ	۱۸
۸	(۷)حضرت سیدنا خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ	۱۹
۹	(۸)حضرت سیدنا خواجہ بو علی فارمدیؒ	۲۰
۱۰	(۹)حضرت سیدنا خواجہ یوسف ہمدانیؒ	۲۱
۱۱	(۱۰)حضرت سیدنا خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	۲۲
۱۲	(۱۱)حضرت سیدنا خواجہ عارف ریوگریؒ	۲۲
۱۳	(۱۲)حضرت سیدنا خواجہ محمود انجیر فغنویؒ	۲۴
۱۴	(۱۳)حضرت سیدنا خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ	۲۵
۱۵	(۱۴)حضرت سیدنا خواجہ محمد بابا سماسیؒ	۲۶
۱۶	(۱۵)حضرت سیدنا خواجہ سید امیر کلالؒ	۲۷
۱۷	(۱۶)حضرت سیدنا خواجۂ خواجگان بہاء الدین نقشبندؒ	۲۸

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱۸	(۱۷)حضرت سیدنا خواجہ علاء الدین عطارؒ	۲۹
۱۹	(۱۸)حضرت سیدنا خواجہ یعقوب چرخیؒ	۳۰
۲۰	(۱۹)حضرت سیدنا خواجہ عبید اللہ احرارؒ	۳۰
۲۱	(۲۰)حضرت سیدنا خواجہ زاہد ولیؒ	۳۱
۲۲	(۲۱)حضرت سیدنا خواجہ درویش محمدؒ	۳۲
۲۳	(۲۲)حضرت سیدنا خواجہ املنکیؒ	۳۳
۲۴	(۲۳)حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہؒ	۳۴
۲۵	(۲۴)حضرت سیدنا خواجہ امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ	۳۴
۲۶	(۲۵)حضرت سیدنا عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ	۳۹
۲۷	(۲۶)حضرت سیدنا خواجہ شیخ سیف الدینؒ	۴۰
۲۸	(۲۷)حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونیؒ	۴۱
۲۹	(۲۸)حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ	۴۲
۳۰	(۲۹)حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ	۴۴
۳۱	(۳۰)حضرت خواجہ شاہ ابو سعیدؒ	۴۶
۳۲	(۳۱)حضرت خواجہ شاہ احمد سعیدؒ	۴۷
۳۳	(۳۲)حضرت خواجہ شاہ محمد عمرؒ	۴۸
۳۴	(۳۳)حضرت سیدنا و مولانا شاہ محی الدین ابو الخیر فاروقیؒ	۴۹
۳۵	اذکار واشغال کا بیان	۵۲

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۳۶	لطائف کا رنگ اور مقام	۵۲
۳۷	طریقۂ نفی اثبات	۵۳
۳۸	عالم امر اور عالم خلق-لطائف عشرہ	۵۴
۳۹	لطائف خمسہ کی شکل	۵۵
۴۰	بیان مراقبہ	۵۵
۴۱	لطیفۂ قلب سے فنائے لطیفہ نفس بھی ہوتی ہے	۵۶
۴۲	لطیفۂ روح سے لطیفۂ باد بھی طے ہوتا ہے	۵۶
۴۳	لطیفۂ سر اور لطیفۂ آب کی اصل ایک ہے	۵۶
۴۴	لطیفۂ خفی سے لطیفۂ آتش بھی طے ہوتا ہے	۵۶
۴۵	لطیفۂ اخفیٰ اور لطیفۂ خاک کی اصل ایک ہے	۵۷
۴۶	شجرۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ	۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

یہ کتاب قطب الہند حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ کی مشہور و معروف تالیف ہے، جو بعض احباب کے اصرار پر طالبین سلسلہ کے لئے لکھی گئی تھی، اس میں عام طالبین سلسلہ کے معیار اور مذاق کے مطابق ضروری وظائف، شجرۂ منظومہ اور بزرگان سلسلہ کے مختصر حالات درج کئے گئے ہیں، تاکہ اس کتاب کو شب و روز کا معمول بنانا آسان ہو، اور شجرہ میں جن اکابر کے نام ہیں، ان کا مختصر تعارف بھی ذہن میں رہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ خود حضرت مؤلفؒ کی حیات مبارکہ میں خود آپ کے زیر اہتمام شائع ہوئی، اس وقت حق تالیف منشی عبد المجید صاحب رئیس قمر گنج، ضیا گاچھی، ضلع اتر دیناجپور بنگال کو حاصل تھا۔

اس کی دوسری اشاعت حضرت منورویؒ کے وصال کے تقریباً بیس (۲۰) سال بعد ۱۹۸۸ء میں میرے والد ماجد حضرت مولانا محفوظ الرحمن صاحب کے ذریعہ ہوئی، اور اس میں حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ اور خود مؤلف کتاب حضرت منورویؒ کے حالات کا اضافہ کیا گیا۔ اس لئے کہ یہ دونوں شخصیتیں اس سلسلہ میں بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں، اور طالبین کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔

دوسری اشاعت کے موقعہ پر منشی عبد المجید صاحب زندہ نہیں تھے، اس لئے میرے والد ماجد نے حق تالیف ان کی اولاد سے لے کر ایک کمیٹی کے حوالے کر دیا، جس میں درج ذیل حضرات شامل تھے:

☆ جناب مظہر الحق صاحبؒ آڈٹ آفیسر، مقام حسن پور برہروا ضلع سیتامڑھی۔

☆جناب پروفیسر افتخار احمد خان صاحب پروفیسر سائنس کالج پٹنہ

☆جناب سلطان احمد خان در بھنگہ ☆جناب آفتاب احمد خان در بھنگہ

پھر دوسری اشاعت کے تقریباًستائیس (۲۷)سال کے بعد تیسری اشاعت کی اجازت والد صاحب نے خانقاہ عثمانیہ نقشبندیہ بڑ گاؤں کو ان کی طلب وخواہش پر دی۔ لیکن تیسری اشاعت میں تصحیح کا زیادہ اہتمام نہیں ہو سکا، اوراس میں کتابت کی غلطیاں بہت زیادہ رہ گئیں۔

اب یہ کتاب چوتھی بار حضرت والد صاحب کی اجازت سے حضرت منورویؒ کی زیر نظر سوانح کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔ اس میں میں نے کوشش کی ہے کہ:

☆لفظی اور معنوی صحت کا اہتمام کیا جائے، کتاب میں متعدد مقامات پر بہت سی فرو گذاشتیں رہ گئی ہیں، جن میں بعض طبع اول سے چلی آرہی ہیں، مستند مصادر کی روشنی میں ان کی تصحیح کی گئی ہے۔

☆آیات واحادیث کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے۔

☆ہجری تاریخ کی تطبیق عیسوی تاریخ سے کی گئی ہے، اور جگہ بہ جگہ مشکل الفاظ کی تشریح بھی ہم رشتہ کی گئی ہے، البتہ اس طرح کی اکثر چیزیں حاشیہ میں رکھی گئی ہیں، اگر متن میں کچھ بڑھانے کی ضرورت پیش آئی ہے تو اس کو بین القوسین کر دیا گیا ہے، عیسوی تاریخیں بھی بین القوسین ڈالی گئی ہیں، تاکہ یہ اضافے حضرت مؤلفؒ کے متن سے ممتاز رہیں۔

☆کتاب میں شخصیتوں کے حالات بہت اختصار کے ساتھ درج ہیں، اس لئے ہر جگہ موجودہ زمانے میں دستیاب معتبر کتابوں کے حوالے لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ استنادو اعتماد میں اضافہ ہو نیز تفصیل کے خواہشمند حضرات ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکیں۔

☆شجرہ میں کئی مقام پر بظاہر انقطاع پایا جاتا ہے، اس کو دوسرے تاریخی ذرائع سے

دور کیا گیا ہے۔

اس طرح حضرت کی یہ تالیف لطیف پہلی بار تحقیق و تعلیق اور تصحیح کے اہتمام کے ساتھ شائع ہو رہی ہے، ان شاء اللہ یہ کتاب طالبین کے لئے بھی مفید ثابت ہو گی اور عام اہل علم اور اصحاب ذوق بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے ان شاء اللہ[1]۔

اختر امام عادل قاسمی

خاکپائے سلف، منوروا شریف بہار الہند

۱۷/ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۶/ ستمبر ۲۰۲۰ء

---

[1]-واضح رہے کہ یہ تمام تر تحقیقات و تعلیقات کتاب کے طبع اول کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہیں، اسی لئے بعد کی اشاعتوں میں جو اضافے ہوئے ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ حضرت منوروی ؒ کی اصل کتاب کا حصہ نہیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تمہید

ساری تعریفیں ہیں ثابت بس خدا کے واسطے حمد و مدحت اس کی ذات کبریا کے واسطے

عظمت و سطوت اسی رب العلا کے واسطے

ہوں درود و برکتیں اس ذات اقدس پر تمام رحمت و الطاف حق ہے جس کا حصہ لا کلام

زیر و بالا سب بنا جس کی رضا کے واسطے

امابعد! خاکسار احمد حسن ساکن منورواڈاکخانہ صلحابزرگ ضلع دربھنگہ راہ خدا کے طالبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے، کہ منشی عبدالمجید صاحب رئیس قمر گنج عرف ضیاگاچھی ڈاکخانہ دلکولہ ضلع بچھم دیناج پور کے اصرار پر مختصر سوانح حیات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ تحریر کرکے حق تالیف منشی عبدالمجید صاحب رئیس قمر گنج کو بخشا، اب کوئی صاحب بلا اجازت ان کے کتاب شائع کرنے کی زحمت گوارانہ کریں، بلکہ ان سے منگوالیں[2]۔

---

[2]- یہ تمہید کتاب کے طبع اول کے مطابق ہے (دیکھئے ص ۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت باسعادت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم طلوع صبح صادق کے بعد و طلوع آفتاب سے پہلے ہوئی، جمہور علماء و اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے، کہ ظہور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب فیل کے چالیس (۴۰) روز بعد واقع ہوا[3]، عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے چھ سو سال بعد نوشیر واں عادل کے عہد میں بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ہوئی[4]۔

واقعۂ ہائلۂ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اختلاف ہے، لیکن جمہور علماء و اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲/ ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں ہوئی، جمہور علماء و اہل سیر کے نزدیک عمر شریف ترسٹھ (۶۳) برس کی تھی[5]۔

---

[3]-عام طور پر سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعۂ فیل کے پچاس یا پچپن دن کے بعد ہوئی، علامہ سہیلیؒ نے پچاس، اور علامہ سیوطیؒ نے پچپن کا قول اختیار کیا ہے (سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲ مؤلفہ حضرت علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، کتب خانہ مظہری کراچی بحوالہ زرقانی ج ا ص ۱۳۰)

[4]-اہل تاریخ کے یہاں مشہور قول یہی ہے، لیکن جمہور محدثین اور مؤرخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۸/ ربیع الاول کو پیدا ہوئے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور جبیر بن مطعمؓ سے بھی یہی منقول ہے اور اسی قول کو علامہ قطب الدین قسطلانیؒ نے اختیار کیا ہے (دیکھئے: سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲ مؤلفہ حضرت علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، کتب خانہ مظہری کراچی بحوالہ زرقانی ج ا ص ۱۳۰)

[5]-سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۵۲ مؤلفہ حضرت علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ، کتب خانہ مظہری کراچی بحوالہ زرقانی ج ۳ ص ۱۱۰، فتح الباری ج ۸ ص ۹۸۔

(۲)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ

کنیت افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر ہے اور لقب صدیق اکبر اور عتیق ، اور اسم شریف عبد اللہ بن ابو قحافہ ہے، یہ خلیفۂ اول حضور سرکار دو عالم ﷺ کے ہیں، یہ بوڑھوں میں بلا طلب معجزہ ایمان لانے والے پہلے شخص ہیں، ان کی خلافت کا زمانہ دو سال چار ماہ پچیس روز ہے، ولادت باسعادت واقعہ فیل کے دو برس چار مہینہ کے بعد واقع ہوئی، اور وفات ہجرت کے تیرھویں جمادی الاخریٰ کی ۲۲ یا ۲۳ / تاریخ (۲۴ یا ۲۶ / اگست ۶۳۴ء) دوشنبہ کے دن ہوئی ، مدت عمر شریف ۶۳ سال ہوئی، مزار مبارک حضور ﷺ کے مزار اقدس کے متصل ہے، تاریخ میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال ہمارے تابوت کو روضۂ اقدس حضور ﷺ کے سامنے لے جانا اور کہنا کہ حضورؐ کے آستانے پر ابو بکر حاضر ہو کر سلام عرض کر رہا ہے، اگر اجازت ہو اور دروازہ کھل جائے تو روضۂ مبارک کے اندر لے جانا اور دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ہو تو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دینا، صحیح روایت میں آیا ہے کہ ابھی یہ کلمات ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ دروازہ کھل گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پہلو میں سلا دو[6]۔

---

[6]- یہ روایت نفحات الانس للجامیؒ اور الخصائص الکبریٰ للسیوطی (ج ۲ ص ۲۸۱) میں امام مستغفریؒ کے حوالے سے آئی ہے، امام مستغفریؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے (تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۴۱، ۴۲ مؤلفہ علامہ محمد نور بخش توکلی، ناشر: مشتاق بک کارنر لاہور، باقی احوال بھی اس کتاب میں موجود ہیں)

(۳)

حضرت سیدنا سلمان فارسیؓ

کنیت آپ کی ابو عبداللہ اورآپ کو"سلمان خیر" کہتے ہیں ، یہ ملک فارس میں پیدا ہوئے ، یہ صحابۂ کباراوراصحاب صفہ سے ہیں ، حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایاہے کہ "سلمان میرے اہل بیت سے ہیں اوران لوگوں میں سے ایک ہیں ، جن کے لئے جنت مشتاق ہے"، باوجود شرف صحبت پیغمبر خدا ﷺ کے اخذ طریقت حضرت صدیق اکبرؓ سے کی تھی ,اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صحبت میں بھی رہے تھے، آپ کی عمر شریف دوسو پچاس (۲۵۰) سال ہے، اوروفات ۱۰/ رجب ۳۶ھ (۶/ فروری ۶۵۵ء) میں واقع ہوئی، مزار مبارک مدائن میں ہے[7]۔

(۴)

حضرت سیدنا امام قاسمؒ

اسم شریف قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیقؓ ہے، یہ کبار تابعین وفقہاء سبعہ مدینہ منورہ میں سے ہیں ، اور یہ اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے زیر تربیت رہے ہیں ، یحیٰ بن محاذؒ فرماتے ہیں ، کہ مدینہ میں قاسم سے افضل کسی کو میں نے نہیں دیکھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں ، کہ خلافت کا معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو قاسمؒ کو خلیفہ بناتا، آپ کی

---

[7]-تاریخ دمشق ج ۲۱ ص ۳۷۹المؤلف:أبوالقاسم علي بن الحسن بن هبةالله المعروف بابن عساكر(المتوفى: 571هـ * تاريخ بغداد 1 / 163 * تهذيب التهذيب ج ۴ ص ۱۲۲ المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ)* تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۴۱ تا ۱۴۷ مؤلفہ عبدالرسول للّٰہی

وفات ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۰۶ھ (مطابق ۲۰/ اکتوبر ۷۲۴ء) کو ہوئی، مزار مبارک مشلل" (بقول یاقوت حموی یہ ایک پہاڑ ہے جس سے سمندر کی طرف سے قدید کو اترتے ہیں) میں ہے[8]۔

(۵)

حضرت سیدنا امام جعفر صادقؒ

کنیت آپ کی ابوعبداللہ اور لقب جعفر صادقؒ ہے، ولادت باسعادت آپ کی مدینہ

---

[8]- (الأعلام المؤلف : خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى : 1396هـ)الناشر : دار العلم للملايين الطبعة : الخامسة عشر - أيار / مايو 2002 م **بحواله:** الجرح والتعديل، القسم الثاني من الجزء الثالث118 ونكت الهميان 230 والوفيات 1: 418 وصفة الصفوة 2: 49 وحلية الاولياء 2: 183.)

☆تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ ص ۲۱۰ ☆تذکرۂ نقشبندیہ توکلیہ ص ۵۵ تا ۵۶ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، طبقات ابن سعدؒ، تہذیب التہذیب للعسقلانیؒ، تاریخ ابن خلکان۔

کتاب کے اصل نسخہ میں مزار مبارک مدینہ منورہ جنت البقیع لکھاہے، مگر یہ سہو قلم ہے۔

اسی طرح حضرت قاسمؒ کا حضرت سلمانؓ سے استفادہ بھی تاریخی لحاظ سے مستبعد ہے اس لئے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کی وفات کے وقت (ایک قول کے مطابق) آپ پیدا نہیں ہوئے تھے یا بہت چھوٹے تھے، استفادہ کی عمر نہیں تھی، اسلئے اس کو روحانی استفادہ پر ہی محمول کیا جائے گا (دیکھئے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ص ۲۳۸)

لیکن آپ اکابر تابعین میں سے ہیں، اور بہت سے صحابہ سے آپ نے استفادہ کیا ہے، خود حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کی مربی رہی ہیں، اس طرح حضرت صدیق اکبرؓ اور آپ کے درمیان فی الجملہ اتصال ثابت ہو جاتا ہے، اس لئے حضرت سلمان فارسیؓ سے ظاہری انقطاع کا اثر نسبت ورابطہ کے تسلسل پر نہیں پڑے گا واللہ اعلم بالصواب۔

☆علاوہ امام زین العابدینؒ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے، ان کی صحبت سے حضرت علیؓ کی نسبت بھی آپ کو حاصل ہوئی تھی۔

منورہ میں ۸۳ھ بروز دوشنبہ ۱۷/ ربیع الاول (مطابق ۲۴/ مئی ۶۹۹ء) کو ہوئی، وفات ۱۵/ رجب ۱۴۸ھ (مطابق ۶/ ستمبر ۷۶۵ء) دوشنبہ کے دن ہوئی، مزار مبارک مدینہ منورہ جنت البقیع میں حضرت سیدنا امام حسنؓ کے پہلو میں ہے[9]۔

(۶)

حضرت سیدنا خواجہ بایزید بسطامیؒ

لقب آپ کا سلطان العارفین ہے، اور نام طیفور بن عیسیٰ، آپ کے دادا آتش پرست تھے، بعد میں ایمان لائے، بسطام کے رہنے والے ہیں، حضرت سیدنا بایزیدؒ، سیدنا خواجہ احمد حفرویاؒ، ابو حفصؒ، اور خواجہ یحیٰ معاذؒ کا زمانہ ایک ہے، اور حضرت خواجہ شقیق بلخیؒ کو بھی انہوں نے دیکھا ہے، ولایت میں ان کا بڑا درجہ ہے، سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں، کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ کا مرتبہ ہمارے درمیان ایسا ہی ہے جیسا کہ فرشتوں کے درمیان حضرت جبرئیلؑ کا، توحید کے میدان میں سبھی دوڑنے والوں سے آگے تھے۔

ولادت باسعادت ۱۳۶ھ (۷۵۳ء) میں ہوئی، اور وصال ۱۱/ شعبان بروز دوشنبہ ۲۷۲ھ (مطابق ۲۴/ جنوری ۸۸۶ء) کو ہوا، مزار مبارک بسطام شریف میں ہے[10]۔

---

[9]- تذکرۂ مشائخ خیریہ ص ۲۱۲ تا ۲۱۹ ☆ تذکرۂ نقشبندیہ توکلیہ ص ۵۷ تا ۶۳ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، تہذیب التہذیب للعسقلانی، طبقات کبریٰ للشعرانیؒ، صواعق محرقہ لابن حجرؒ، شواہد النبوۃ للجامی، تذکرۃ الاولیاء للعطار، کشف المحجوب للہجویریؒ ☆ الاعلام قاموس تراجم لاشهر الرجال والنساء من العرب والمستعربين والمستشرقين ج ۲ ص ۱۲۶ تأليف خير الدين الزركلي دار العلم – بيروت بحوالہ: نزهة الجليس للموسوي 2: 35 ووفيات الاعيان 1: 105 والجمع 70 واليعقوبي 3:115 وصفة الصفوة 2: 94 وحلية الاولياء 3: 192۔

(۷)

حضرت سیدنا خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

آپ کانام علی بن جعفر بن سلمان ہے، قزوین کے نزدیک ایک خرقان موضع ہے، جہاں آپ سکونت رکھتے تھے، آپ غوث زماں اور قطب وقت تھے، تصوف میں حضرت سلطان العارفین سے نسبت رکھتے تھے، حضرت خواجہؒ کی ولادت باسعادت ۳۵۲ھ (مطابق ۹۶۳ء) میں ہوئی، اور وفات بماہ رمضان ۴۲۴ھ (مطابق اگست ۱۰۳۳ء) میں واقع ہوئی، مزار مبارک خرقان شریف میں ہے[11]۔

---

[10]- آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، مذکورہ تاریخ کے علاوہ اور بھی متعدد تاریخیں ذکر کی گئی ہیں، ایک قول میں آپ کی وفات ایک سو تینتیس (۱۳۳) سال کی عمر میں ۱۵/ شعبان المعظم ۲۶۹ھ/۲۶۱ھ (۲/ مارچ ۸۸۳ء/۸۷۴ء) اور ایک قول کے مطابق ۱۴/ شعبان المعظم ۲۶۱ھ مطابق ۴/ جون ۸۷۲ء کو بسطام میں ہوئی (تذکرۂ مشائخ خیریہ ص ۲۲۰ تا ۲۲۹ ☆ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۶۴ تا ۶۷ بحوالہ تذکرہ اولیاء، رسالۂ قشیریہ، طبقات کبریٰ للشعرانیؒ، نفحات الانس، انیس الطالبین مؤلفہ خواجہ صالح بن مبارک بخاری ☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۶۳ تا ۱۷۴ مؤلفہ عبدالرسول للہی)

حضرت بایزیدؒ کو حضرت امام جعفر صادقؒ سے ظاہری ملاقات حاصل نہیں تھی، کیونکہ آپ کی پیدائش امام جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد ہوئی، البتہ آپ کی باطنی تربیت حضرت جعفرؒ سے روحانی طور پر ہوئی ہے، بعض کتابوں کے مطابق چند واسطوں سے آپ کو متصلاً بھی نسبت حاصل ہے، بایں طور کہ آپ کے شیخ امام علی رضاؒ ہیں، ان کے امام موسیٰ کاظمؒ، اوران کے امام جعفر صادقؒ ہیں، اس طرح آپ حضرت معروف کرخیؒ کے پیر بھائی ہیں (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، مجموعۂ رسائل امام شاہ ولی اللہ ص ۲۲۷)

[11]-آپ کی تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے، ایک قول میں تاریخ وفات ۱۰/ محرم الحرام ۴۲۵ھ (۱۰/ دسمبر ۱۰۳۳ء) جبکہ نفحات الانس میں حضرت جامیؒ نے آپ کی تاریخ وفات ذی الحجہ ۴۳۵ھ (جولائی ۱۰۴۴ء) درج کی ہے۔

(۸)

حضرت سیدنا خواجہ بو علی فارمدیؒ

آپ کا اسم گرامی فضل اللہ بن محمد ہے، آپ طوس کے قریب ایک دیہات فارمد کے رہنے والے ہیں، تصوف میں آپ کو نسبت حضرت سیدنا ابو القاسم گرگانیؒ، اور دوسری نسبت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ سے ہے، آپ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے پیرو مرشد ہیں، آپ کی پیدائش ۴۳۴ھ (مطابق ۱۰۴۲ء) میں ہوئی، اور وفات آپ کی ۴/ ربیع الاول بروز دوشنبہ ۴۷۷ھ (مطابق ۱۶/ جولائی ۱۰۸۴ء) کو واقع ہوئی، مزار مبارک طوس میں

طریقت میں حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ سے آپ کی روحانی تربیت اویسی طور پر ہوئی ہے، کیونکہ آپ کی ولادت حضرت بایزیدؒ کی وفات کے بعد ۳۵۲ھ / ۹۶۳ء میں ہوئی، اس طرح بظاہر یہاں شجرہ میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ لیکن روزبہان اصفہانی نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ کی شرح وصیت نامہ میں حضرت ابو الحسنؒ کا ایک بالواسطہ شجرہ بھی تحریر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ:

"حضرت ابو الحسنؒ کو نسبت حضرت ابو المظفر مولیٰ ترک طوسیؒ سے حاصل ہوئی، حضرت ابو المظفرؒ کو خواجہ اعرابی بایزید عشقیؒ سے ملی، خواجہ اعرابیؒ کو خواجہ محمد مغربیؒ سے اور ان کو حضرت بایزید بسطامیؒ سے حاصل ہوئی، اس سے انقطاع دور ہو جاتا ہے (تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۸ مؤلفہ عبد الرسول للہی ☆ حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۱۹ مؤلفہ سید زوار حسین شاہؒ، ناشر زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، دسمبر ۲۰۱۲ء)

علاوہ ان کو شیخ ابو العباس قصابؒ کی صحبت بھی حاصل تھی شیخ قصابؒ فرماتے تھے کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھالیں گے، یعنی گویا وہ ان کو اپنی حاصل محنت تصور فرماتے تھے (دیکھئے: نفحات الانس ص ۵۳۱ مؤلفہ حضرت عبد الرحمن جامیؒ، ترجمہ شمس بریلویؒ، ناشر دانش پبلشنگ کمپنی نئی دلی، ۲۰۱۰ء)

مرجع خلائق ہے[12]۔

(۹)

حضرت سیدنا خواجہ یوسف ہمدانیؒ

کنیت آپ کی ابویعقوب ہے، زادبوم (مقام پیدائش) ان کا ہمدان ہے، پیدائش ان کی ۴۴۰ھ (مطابق ۱۰۴۹ء) میں ہوئی، وفات آپ کی ۵۳۵ھ (مطابق ۱۱۴۰ء) میں ہرات کے قریب واقع ہوئی، اور کچھ دنوں کے بعد ان کے گھر والوں نے لاش مبارک کو "مرو" لے جاکر دفن کیا، مزار مبارک مرجع خلائق ہے[13]۔

---

[12]۔ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص۸۹ تا۹۲ مؤلفہ علامہ نور بخش توکلی بحوالہ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکیؒ، نفحات الانس ☆ تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ص ۲۴۱ تا ۲۴۴ مؤلفہ مولانا محمد صادق قصوریؒ ☆ حضرت مجدد الف ثانیؒ ص ۱۲۲ مؤلفہ مولانا سید زوار حسینؒ ☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۳ تا ۱۹۶ مؤلفہ عبدالرسول للہی۔

واضح رہے کہ حضرت شیخ خرقانیؒ سے حضرت فارمدیؒ کی ملاقات ثابت نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت خرقانیؒ کی وفات (۴۲۵ھ) کے کئی سال بعد حضرت فارمدیؒ کی ولادت (۴۳۴ھ میں) ہوئی، حضرت بوعلی فارمدیؒ کو اصلاًیہ نسبت حاصل ہوئی حضرت امام ابوالقاسم قشیریؒ سے، ان کو خواجہ بوعلی دقاقؒ سے، ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادیؒ سے، ان کو حضرت ابوعلی رودباریؒ، خواجہ ابوبکر شبلیؒ اور حضرت ابوبکر واسطیؒ تینوں بزرگوں سے، اور ان سب کو سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے، ان کو شیخ سری سقطیؒ سے، ان کو شیخ معروف کرخیؒ سے، ان کو شیخ داؤد طائیؒ سے، ان کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے، ان کو امام الاولیاء حضرت حسن بصریؒ سے، ان کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے، اور ان کو سرور کائنات حضرت رسول مقبول ﷺ سے (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، مجموعۂ رسائل امام شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۲۲۷ مرتبہ مفتی عطاء الرحمن قاسمی، شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ دہلی)

ان کے بعد آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ (خلیفۂ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کی اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔۔۔۔ پھر اویسی طور پر آپ کو براہ راست حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے بھی نسبت حاصل ہوئی۔

(۱۰)

حضرت سیدنا خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ

آپ کی پیدائش شہر بخارا سے چھ (٦) کوس کی دوری پر غجدوان ایک دیہات میں ہوئی، آپ کے باپ کی نسبت چند واسطوں کے بعد حضرت امام مالکؒ تک پہونچتی ہے، آپ کے والد حضرت خضر علیہ السلام سے محبت رکھتے تھے، حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کے والد کو آپ کی پیدائش کی خبر دی تھی، اور نام عبد الخالق رکھا تھا، آپ کے پیر حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ تھے اور حضرت خواجہ خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق تھے، اور مصطلحات ہشتگانہ بنائے طریقہ عجیب و غریب حضرت خواجہؒ ہی کی اختراع ہے:

۱-ہوش در دم، ۲-نظر بر قدم، ۳-سفر در وطن، ۴-خلوت در انجمن، ۵-یاد کرد، ٦-باز گشت، ۷-نگاہ داشت، ۸-یادداشت

وفات ۱۲/ ربیع الاول ۵۷۵ھ (مطابق ۲۳/ اگست ۱۱۷۹ء) کو واقع ہوئی، مزار مبارک غجدوان میں ہے[14]۔

(۱۱)

حضرت سیدنا خواجہ عارف ریوگریؒ

بخارا سے چھ (٦) فرسنگ کے فاصلے پر ایک دیہات ریوگر میں پیدا ہوئے، اور آپ کا

---

[13]- تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ ص ۹۳ تا ۹٦ مؤلفہ علامہ نور بخش توکلی، تذکرۂ مشائخ خیریہ ص ۲۴۴ تا ۲۴۸ مؤلفہ مولانا محمد صادق قصوریؒ ☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۷ تا ۲۰۳ مؤلفہ عبد الرسول للہی

[14]- تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۵۰ تا ۲۵۹ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۹۸ تا ۱۰۹

مدفن بھی اسی جگہ ہے، آپ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ کے خلفاء میں ۔ یکتائے روزگار اور مقبول بارگاہ ہیں ،سلسلۂ ارادت ونسبت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے ہے، آپ کا وصال یکم شوال ۷۱۵ھ (مطابق ۵/ جنوری ۱۳۱۶ء)میں واقع ہوا،مزار مبارک ریوگر میں زیارت گاہ خلائق ہے[15]۔

---

[15]- تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۶۱ ،☆خزینۃ الاصفیاء ج ۳ ص ۵۱ مؤلفہ :مفتی غلام سرور لاہوریؒ ☆تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۱۰۔

(نوٹ) حضرت عارفؒ نے بہت لمبی عمر پائی، آپ کی تاریخ وفات میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے:

☆ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات قریب ایک سو چونسٹھ (۱۶۴) برس کی عمر میں یکم شوال المکرم ۷۱۵ھ (۵/ جنوری ۱۳۱۶ء) کو ہوئی، اور ریوگر ہی میں مدفون ہوئے، آپ کے شیخ حضرت غجدوانیؒ کی وفات ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ء)میں ہوئی ، گویا کہ پیرومرشد کی رحلت کے بعد آپ قریب ایک سو چالیس (۱۴۰) سال تک باحیات رہے (تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۶۱ ،☆خزینۃ الاصفیاء ج ۳ ص ۵۱ مؤلفہ :مفتی غلام سرور لاہوریؒ ☆تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۱۰)۔

☆ تذکرہ توکلیہ میں حضرات القدس کے حوالے سے دن تاریخ کی صراحت کے بغیر سن وفات ۶۱۶ھ (۱۲۱۹ء /۱۲۲۰ء) درج کیا گیا ہے، یعنی قریب ایک سو (۱۰۰) سال کا فرق ☆اور یہی تاریخ (غرۂ شوال ۶۱۶ھ) کتاب " حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ (مؤلفہ حضرت مولانا حسن نقشبندیؒ ص ۱۲۷) میں بھی مذکور ہے، نیز درگاہ شاہ ابوالخیر دہلی سے شائع ہونے والی کتاب شجرۂ مبارکہ میں بھی یہی مرقوم ہے (دیکھئے: شجرۂ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ خیریہ ص ۱۵ مرتبہ محترم ابوالنصر انس فاروقی صاحب مدظلہ)، مولانا سید زوار حسین شاہ مجددی کی کتاب "حضرت مجدد الف ثانی " میں بھی "حضرات القدس "ہی کے حوالے سے یہی تاریخ درج کی گئی ہے، (حضرت مجدد الف ثانی ص ۱۲۷)

تاریخ مشائخ نقشبندیہ (ص ۲۲۰ مؤلفہ صاحبزادہ عبد الرسول للہی) میں بھی یہی مذکور ہے۔

☆خواجہ عارف کے جس رسالہ "عارف نامہ " کا ابھی ذکر آیا، اس کے آخر میں ایک قطعۂ تاریخ وفات درج ہے:

افسوس شد نہاں مہہ تاباں بزیر خاک — گلگم سیاہ پوش جگر ریش وسینہ چاک
تاریخ بہر رحلت او جستم از قلم — "قطب زماں وعارف باللہ "زد رقم

(۱۲)

حضرت سیدنا خواجہ محمود انجیر فغنویؒ

آپ کی جائے پیدائش انجیر فغنا ہے، جو ملک بخارا میں اکلنہ کے قریب ہے، آپ طالبوں کو ذکر جہر کی تعلیم فرماتے تھے، ایک دن مولانا حافظ الدین بخاریؒ جد اعلیٰ حضرت سیدنا خواجہ محمد پارساؒ نے آپ سے سوال کیا، کہ ذکر اعلانیہ کی تعلیم کس نیت سے دیتے ہیں؟ فرمایا تاکہ سونے والے بیدار اور غافل ہوشیار ہو جائیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ذکر اعلانیہ اس شخص کے لئے سزاوار ہے، کہ زبان و دل اس کا جھوٹ سے پاک و صاف ہو جائے۔

ایک درویش نے حضرت خواجہ خوردؒ کے زمانے میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو

(ترجمہ: افسوس کہ چمکتا ہوا چاند زمین کے نیچے پوشیدہ ہو گیا، اس لئے میرا قلم ماتم زدہ و رنجیدہ جگر کو پارہ پارہ کرنے والا ہو گیا، اور سینے کو چاک کرنے والا ہو گیا")

اس سے تاریخ وفات ۶۳۴ھ / ۱۲۳۷ء نکلتی ہے (عارف نامہ ص ۲۷ مؤلفہ حضرت عارف ریوگریؒ، شائع کردہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی)

لیکن میرے نزدیک ان میں سے اول الذکر روایت (تاریخ وفات ۷۱۵ھ) زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ آپ کے خلیفۂ اکبر حضرت محمود انجیر فغنویؒ کی تاریخ ولادت ۶۲۷ھ (۱۲۳۰ء) ہے، جیسا کہ جناب صادق قصوری صاحب نے کتبۂ مزار اور تاریخی قرائن کی روشنی میں تحریر کیا ہے، اگر آپ کی تاریخ وفات ۶۱۶ھ یا ۶۳۴ھ مانی جائے تو حضرت محمود انجیر فغنویؒ کی ملاقات آپ سے ثابت نہ ہو گی، اس لئے کہ آپ کی وفات یا توان کی ولادت سے قبل ہو چکی ہو گی، یا وفات کے وقت صرف سات (۷) سال کے ہونگے، جو کہ شعور اور استفادہ کی عمر نہیں ہے، جب کہ تمام اصحاب تذکرہ نے بالاتفاق حضرت فغنویؒ کو حضرت عارف ریوگریؒ کا خلیفۂ اکبر قرار دیا ہے، اس انقطاع سے بچنے کے لئے ۷۱۵ھ والی روایت ہی زیادہ قابل ترجیح ہے۔

☆ اور اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عارف ریوگریؒ کے مزار مبارک پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر بھی تاریخ وفات ۷۱۵ھ ہی کندہ ہے، تذکرہ خیریہ میں اس کتبہ کا عکس موجود ہے واللہ اعلم بالصواب۔

دیکھا اوران سے دریافت کیا کہ اس وقت ایسا شخص کون ہے جو جادۂ استقامت پر ثابت ہو، تاکہ میں اس سے بیعت ہو کر اس کی اقتدا کروں، حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات ۱۷/ربیع الاول ۷۱۵ھ (مطابق ۲۸/جون ۱۳۱۵ء) ہے، مزار مبارک آپ کا املنہ میں فیض بخش خلائق ہے[16]۔

(۱۳)

حضرت سیدنا خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ

آپ ساتویں صدی ہجری میں مذہب حنفی کے قطب وقت اور مجدد طریقت و شریعت گذرے ہیں، آپ کا نام علی اور لقب عزیزان ہے، آپ کے تصرفات و کرامات عجیب

---

[16]- آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے:

☆ایک روایت کے مطابق آپ کی وفات ۱۷/ربیع الاول ۷۱۷ھ (۶/جون ۱۳۱۷ء) کو ہوئی، مزار مقدس ابکنہ (نزد بخارا) میں ہے۔

(تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۶۳ تا ۲۶۵ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۱۱ تا ۱۱۲ بحوالہ رشحات وروائح)

☆دوسری روایت ۱۷/ربیع الاول ۷۱۵ھ (۲۸/جون ۱۳۱۵ء) کی نقل کی گئی ہے (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۲۸ مؤلفہ مولانا محمد حسن نقشبندی مجددیؒ (ولادت: ۱۲/رجب المرجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸/مارچ ۱۸۵۶ء- وفات:، مطبع احسن المطابع مرادآباد، ربیع الاول ۱۳۲۲ھ، اور میرے جدامجد صاحب تالیف حضرت مولانا الحاج حکیم احمد حسن منورویؒ نے بھی غالباً اسی کی روشنی میں یہی تاریخ رقم فرمائی ہے۔

☆بعض حضرات نے تاریخ وفات ۶۴۳ھ / ۱۲۴۵ء تحریر کی ہے (تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۲۴ مؤلفہ عبدالرسول للہی)

ہیں، جو شخص ایک دن بھی صحبت میں بیٹھتا حقیقت کو پہونچ جاتا، اور جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا، ملک بخارا کے دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے جس کو رامیتنی کہتے ہیں وہیں آپ کی پیدائش ہوئی، آپ کی پیدائش ۲۸/ ذی قعدہ دوشنبہ کے دن ۷۱۵ھ (مطابق یکم مارچ ۱۳۱۶ء) میں واقع ہوئی، مزار مبارک آپ کا خوارزم شریف میں ہے[17]۔

(۱۴)

حضرت سیدنا خواجہ محمد باباسماسیؒ

آپ حضرت خواجہ عزیزان علیؒ کے نامدار خلفاء میں سے ہیں، لڑکپن ہی سے (بلکہ حضرت خواجہؒ کی پیدائش سے قبل ہی) حضرت خواجہ بہاء الدین پر آپ کی نظر رحمت تھی جب حضرت باباصاحبؒ قصر ہندواں (حضرت خواجہ بہاء الدینؒ کی جگہ) کی جانب سے گذرتے، تو

---

[17]- آپ کی تاریخ وفات میں مختلف روایات پائی جاتی ہیں :

☆زیادہ تر کتابوں میں ۲۸/ ذی قعدہ ۷۲۱ھ مطابق ۲۶/ دسمبر ۱۳۲۱ء کی تاریخ مذکور ہے (تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۶۵ تا ۲۷۳ ☆ ☆حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۳۵ مؤلفہ مولانا محمد حسن نقشبندی مجددیؒ)

☆بعض کتابوں میں سن وفات ۲۸/ ذی قعدہ ۷۱۵ھ مطابق یکم مارچ ۱۳۱۶ء مذکور ہے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۱۳ تا ۱۲۰ بحوالہ رشحات ☆تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۳۹ مؤلفہ عبدالرسول للہی-بحوالہ حضرت بدرالدین خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ)

☆بعض حضرات نے ۲۷/ رمضان ۷۱۸ھ مطابق ۲۹/ نومبر ۱۳۱۸ء بھی لکھا ہے (دیکھئے: مرحمت نامۂ نعمت یعنی شجرات اہل طریقت ص ۲۷ مصنفہ شیخ محمد نعمت اللہ نقشبندی، مطبع دی آزاد پریس پٹنہ، ۱۳۴۴ھ)

لیکن زیادہ تر اصحاب تذکرہ نے ۲۸/ ذی قعدہ ۷۲۱ھ مطابق ۲۶/ دسمبر ۱۳۲۱ء کا ذکر کیا ہے (دیکھئے: اول الذکر دونوں کتابیں نیز خزینۃ الاصفیاء ج ۳ ص ۵۶ تالیف مفتی غلام سرور لاہوری، ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی، مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء ☆ شجرۂ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ درگاہ شاہ ابوالخیر دہلی ص ۱۵، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء)۔

فرماتے اس خاک سے ایک مرد کی بو آرہی ہے، بہت ہی جلد یہ قصر ہندواں "قصر عارفاں" سے بدل جائے گا، چنانچہ ایک دن حضرت باباسماسیؒ اپنے خلیفہ سید امیر کلالؒ کی منزل سے "قصر عارفان "کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آج بو زیادہ پھیل رہی ہے، عجب کیا ہے کہ وہ مرد پیدا ہو چکا ہو، چنانچہ جب آپ وہاں پہونچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ کو پیدا ہوئے تین (۳) دن ہو گئے ہیں، حضرت خواجہؒ کے دادا پورے خلوص وپیار کے ساتھ حضرت خواجہ کو بابا سماسیؒ کی خدمت میں لے گئے، حضرت باباصاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو قبول کیا، اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا، میں نے اس کی بو سونگھی ہے یہ مقتدائے زمانہ ہو گا۔

۱۰/ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ (مطابق ۹/ جولائی ۱۳۵۴ء) کو آپ کا وصال ہوا، مزار مبارک آپ کا سماسی شریف میں ہے [18]۔

(۱۵)

حضرت سیدنا خواجہ سید امیر کلالؒ

آپ حضرت خواجہ محمد باباسماسیؒ کے بڑے خلفاء میں ہیں، علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں اپنے عہد کے بزرگوں میں بہت بڑھے ہوئے تھے، اور سرداری کا شرف رکھتے تھے، آپ کی پیدائش سوخار کے ایک دیہات میں ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، کہ جس وقت حضرت خواجہ میرے شکم میں تھے، اگر کوئی گناہ کا لقمہ میرے پیٹ میں پڑ جاتا تو فوراً

---

[18]۔ تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۷۴ تا ۲۷۷ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۲۱ تا ۱۲۳ بحوالہ رشحات، انیس الطالبین مؤلفہ خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ نقشبندؒ۔ ☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۴۱ تا ۲۴۳ مؤلفہ عبدالرسول للہی۔

درد شروع ہو جاتا، قے کرنے پر درد سے چھٹکارا پاتی، جب اس قسم کا واقعہ دو تین بار ہوا تو میں نے سمجھا کہ اس لڑکے کے وجود کے باعث اس قسم کا واقعہ ظہور میں آتا ہے، تو میں احتیاط کا لقمہ کھانے لگی۔

ان کی وفات ۸/ جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ فجر کی نماز کے وقت ۷۷۲ھ (مطابق ۵/ دسمبر ۱۳۷۰ء) میں واقع ہوئی، مزار مبارک قریہ سوخار شریف میں ہے[19]۔

(۱۶)

حضرت سیدنا خواجۂ خواجگان بہاء الدین نقشبندؒ

آپ کا اسم مبارک محمد بن محمد بخاری ہے، آپ طریقت کے امام، حقیقت کے پیر، شریعت کے مقتدا، اور اہل سنت والجماعت کے پیشوا تھے، کرامت وولایت اور خوارق عادات آپ کے بچپن ہی سے ظاہر ہوتے تھے، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، میرا لڑکا خواجہ سید بہاء الدین چار (۴) سال کا تھا، کہ اس نے کہا، یہ گائے سفید پیشانی والا بچہ جنے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آداب طریقت کی تعلیم بظاہر حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ سے حاصل کی، لیکن در حقیقت یہ اویسی ہیں، اور روحانی تربیت حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے پائی ہے، (علاوہ بارہ (۱۲) سال تک حضرت خلیل اتاؒ کی خدمت میں رہے) آپ کی نسبت حسینی سادات سے ہے، آپ کی پیدائش ماہ محرم ۷۰۸ھ (یا ۷۱۸ھ) (مطابق مطابق یکم جولائی ۱۳۰۸ء یا ۱۵/ مارچ ۱۳۱۸ء) میں ہوئی، اور وفات ۳/ ربیع الاول ۷۹۱ھ (مطابق ۹/ مارچ

---

[19]۔ تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۷۸ تا ۲۹۲ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۲۴ تا ۱۳۴ بحوالہ مقامات امیر کلالؒ حفید الامیر حمزہ بن الامیر کلال

۱۳۸۹ء) بروز دوشنبہ واقع ہوئی، قطعۂ تاریخ رحلت ہے:

رفت شاہ نقشبند اں خواجۂ دنیا و دیں
آنکہ بودہ شاہ راہ دین و دولت ملتش

مسکن و مأوائے او چوں بود قصر عارفاں
قصر عارفاں زیں سبب آمد حساب رحلتش

مزار مبارک قصر عارفان میں بخارا سے ایک میل پر ہے[20]۔

(۱۷)

حضرت سیدنا خواجہ علاء الدین عطارؒ

آپ حضرت خواجہ بہاء الدینؒ کے بڑے خلفاء میں ہیں، حضرت خواجہؒ نے بہت سے طالبوں کو اپنی حیات میں آپ کے حوالے کر دیا تھا، اور فرماتے تھے کہ علاء الدین نے میرے بار کو ہلکا کر دیا ہے، وفات شریف آپ کی بدھ کی رات میں عشاء کے بعد ۱۸/ رجب المرجب ۸۰۲ھ (مطابق ۲۴/ مارچ ۱۴۰۰ء) کو ہوئی، مزار مبارک آپ کا توجکان (یا چغانیان) کے ایک دیہات میں فیض بخش خلائق ہے[21]۔

---

[20]- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ توکلیہ ص ۱۳۶ تا ۱۷۷ (بحوالہ انیس الطالبین مؤلفہ خواجہ صالح بن مبارک خلیفہ مجاز حضرت خواجہ نقشبند، رشحات، نفحات) ☆ تذکرۂ نقشبندیہ خیریہ مؤلفہ صادق قصوری ص ۲۹۵ تا ۳۳۳ ☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۵۵ تا ۲۸۸ عبد الرسول للہی ☆ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۵۸ مؤلفہ مولانا حسن نقشبندیؒ

[21]- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۳۵ – ۳۴۰ ☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نور بخش توکلی ص ۱۷۸ تا ۱۸۴

(۱۸)

حضرت سیدنا خواجہ یعقوب چرخیؒ

آپ غزنی کے قریب ایک موضع چرخ میں پیدا ہوئے، آپ بے واسطہ حضرت خواجہ بزرگ کے مرید ہیں، پہلی بار جب خواجۂ خواجگان کی خدمت میں پہونچے تو فرمایا کہ میں (مأمور ہوں) کوئی کام خود سے نہیں کرتا ہوں، آج کی رات دیکھوں گا اگر وہ (اللہ پاک) تجھ کو قبول کرلیں تو ہم بھی قبول کرلیں گے، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے سخت تررات مجھ پر نہیں گذری، مقدر میں دیکھیں کیا ہے، جب صبح کے وقت حضرت خواجۂ خواجگان کی خدمت میں پہونچا، تو انہوں نے قبول کرلیا، اور خواجہ علاء الدین عطارؒ کے حوالے کر دیا، چنانچہ انہی کی صحبت سے مرتبۂ کمال کو پہونچے، اور علم ظاہری و باطنی کے جامع ہوئے، وفات آپ کی ۱۵/ صفر المظفر ۸۵۱ھ (مطابق ۱۱/ مئی ۱۴۴۷ء) کو ہوئی، مزار مبارک "بلغنون" (یا" ہلفتو" یا تلفنون، روسی حکومت نے بعد میں اس گاؤں کا نام "گلستان" رکھ دیا تھا) میں ہے جو حصار شادماں کے قریب ہے[22]۔

(۱۹)

حضرت سیدنا خواجہ عبید اللہ احرارؒ

آپ کا لقب ناصر الدین احرار ہے، آپ آٹھویں صدی ہجری کے قطب وقت اور

---

[22]- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۴۵ – ۳۴۸☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نور بخش توکلی ص ۱۸۵ تا ۱۸۹☆ خزینۃ الاصفیاء ص ۸۹– ۹۰ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ (م ۱۳۰۷ھ)، ترجمہ محمد ظہیر الدین بھٹی، ناشر: مکتبۂ نبویہ لاہور، فارسی ایڈیشن ۱۲۹۰ھ، اردو ایڈیشن ۱۹۹۴ء☆ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۷۹، ۱۸۰ مؤلفہ مولانا حسن نقشبندیؒ

مجدد گذرے ہیں، فاروقی نسب، حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب تھے، آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ بعد ولادت ایام نفاس تک آپ نے ماں کا دودھ نوش نہیں فرمایا، تین برس کی عمر ہی سے حضرت حق جل وعلا کی حضوری رکھتے تھے، آپ بہت مالدار اور اہل زراعت تھے، چنانچہ آپ کے گھوڑے باندھنے کے کھونٹے سونے وچاندی کے تھے، باوجود ان تمام مال ومتاع کے آپ اپنے کو بے تعلق رکھتے، اوران مالوں کو اللہ کے راستے میں خرچ فرماتے، چنانچہ حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی اس بارے میں فرماتے ہیں:

چوں فقر اندر لباس شاہی آمد

بہ تدبیر عبید اللّٰہی آمد

ولادت باسعادت رمضان المبارک ۸۰۶ھ (مطابق مارچ ۱۴۰۴ء) میں ہوئی اور ۲۹/ ربیع الاول ۸۹۵ھ (مطابق ۱/ مارچ ۱۴۹۰ء) کو وصال ہوا، مزار مبارک سمر قند میں ہے[23]۔

(۲۰)

حضرت سیدنا خواجہ زاہد ولیؒ

آپ ترک وتجرید میں یکتائے زمانہ اور خلوت وتفرید میں یگانۂ عصر تھے، حضرت سیدنا خواجہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے چند سال پہلے سے آپ زہد وریاضت میں مشغول تھے، اور آنکھ کو خواب سے آشنا نہیں فرماتے اور زہد وریاضت کا حق بجالاتے، آخر اشارۂ غیبی کے ذریعہ بیعت وارادت کے ارادے سے خواجہ احرارؒ کی جانب روانہ ہوئے، جب قریب

---

[23]۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۴۹ – ۳۶۵☆تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نوربخش توکلی ص ۱۹۰ تا ۲۰۸☆تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۳۰۱ تا ۳۲۰ مؤلفہ عبدالرسول للہی ☆حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۸۰ تا ۱۹۰ مؤلفہ مولانا حسن نقشبندیؒ

پہونچے، حضرت خواجہ نور باطن کے ذریعہ اس حال سے آگاہ ہوئے، اور گھوڑے کی سواری سے استقبال کے لئے باہر آئے اور راستے ہی میں ملاقات ہوئی، اور دونوں حضرات باہم بغل گیر ہو کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے، اور حضرت خواجہؒ نے مولانا کو بیعت سے سرفراز فرما کر تکمیل کو پہونچا کر خرقۂ خلافت واجازت عطا کر کے اسی جگہ سے رخصت کر دیا، حضرت خواجہ محمد زاہد ولیؒ حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرخی کے اقرباء سے (نواسہ) ہیں۔

وفات شریف آپ کی یکم ربیع الاول بروز دوشنبہ ۹۳۶ھ (مطابق ۱۳ / نومبر ۱۵۲۹ء) کو واقع ہوئی، مزار مبارک آپ کا موضع وخش میں ہے[24]۔

(۲۱)

حضرت سیدنا خواجہ درویش محمدؒ

آپ حضرت محمد زاہد ولیؒ کے خواہر زادہ ہیں، اور ان کے اصحاب کبار و خلفاء نامدار سے ہیں، آپ علوم ظاہر و باطن کے جامع اور صوری و معنوی رموز سے واقف، سخاوعطا میں معروف تھے، بیعت سے قبل پندرہ (۱۵) سال تک بغیر آب ودانہ کے زہد وریاضت، تجرید و تفرید کے خیال سے ویرانہ میں گذر گیا، ایک دن بھوک سے سخت پریشان ہوئے اور آسمان کی جانب چہرہ اٹھایا، اسی وقت حضرت خضرؑ تشریف لائے اور فرمایا، اگر تم کو صبر وقناعت مطلوب ہے، تو خدمت میں خواجہ محمد زاہد کے حاضر ہو، ان کے فرمانے کے مطابق حضرت خواجہؒ روانہ ہوئے اور تکمیل کو پہونچے، آپ کا وصال شریف ۱۹ / محرم ۹۷۰ھ (مطابق ۲۷ / ستمبر ۱۵۶۲ء) میں ہوا، مزار مبارک شہر سبز ماوراء النہر میں ہے[25]۔

---

[24]- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۶۶،۳۶۷☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نور بخش توکلی ص ۲۰۹ تا ۲۱۰☆تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص ۳۲۳، ۳۲۴ مؤلفہ عبدالرسول للہی

(۲۲)

حضرت سیدنا خواجہ املنگیؒ

آپ حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے فرزند ارجمند اور خلفاء حق پسند سے ہیں، ظاہری وباطنی تعلیم آپ کو اپنے والد سے ہے، سمرقند کے قریب ایک قصبہ املنگ کے آپ رہنے والے ہیں، نقل ہے کہ کوچ کے قبل اپنے خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقیؒ کے نام (ایک منظوم خط) لکھا، جس کے دو اشعار یہ ہیں:

زماں تازماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تاچہ پیش آیدم

جدائی مبادا مرا از خدا جگرہرچہ پیش آیدم شایدم

آپ کی پیدائش ۹۱۸ھ / ۱۵۱۲ء اور وفات ۲۲/ شعبان ۱۰۰۸ھ (مطابق ۷/ مارچ ۱۶۰۰ء) کو واقع ہوئی، عمر شریف آپ کی نوے (۹۰) سال ہوئی، مزار شریف آپ کا املنگ بخارا کے قریب ایک دیہات میں ہے[26]۔

---

[25] ۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۳۷۰،۳۶۹☆ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نور بخش توکلی ص ۲۱۱ تا ۲۱۳☆ خزینۃ الاصفیاء ص ۱۴۵ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ (م ۱۳۰۷ھ)، ترجمہ محمد ظہیر الدین بھٹی، ناشر: مکتبۂ نبویہ لاہور، فارسی ایڈیشن ۱۲۹۰ھ ، اردو ایڈیشن ۱۹۹۴ء۔

[26] ۔ خزینۃ الاصفیاء ص ۱۴۶ تا ۱۴۸ مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ (م ۱۳۰۷ھ)، ترجمہ محمد ظہیر الدین بھٹی، ناشر: مکتبۂ نبویہ لاہور، فارسی ایڈیشن ۱۲۹۰ھ ، اردو ایڈیشن ۱۹۹۴ء ☆ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۱۷۱ تا ۱۷۳ مؤلفہ مولانا محمد حسن نقشبندی مجددیؒ (محلہ کوٹلہ بجنور) مطبع احسن المطابع مرادآباد ۱۳۲۲ھ

(۲۳)

حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہؒ

اسم شریف آپ کا محمد باقی اور لقب رضی الدین اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی پیدائش کی جگہ کابل ہے، آپ بزرگ وقت اور مقتدائے زمانہ اور اپنے عہد کے اماموں میں سے تھے، ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ وجذب عشق و محبت سے پیراستہ، زہد و تقویٰ میں معروف اور اوصاف کریمہ سے موصوف تھے، آپ کی ظاہری نسبت خواجہ امکنگیؒ اور باطنی نسبت اویسی خواجۂ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے ہے، آپ کی پیدائش ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء اور وفات ۲۵ / جمادی الاخریٰ روز دوشنبہ ۱۰۱۲ھ (مطابق ۳۰/ نومبر ۱۶۰۳ء) میں واقع ہوئی، عمر شریف (بلحاظ ہجری) اکتالیس (۴۱) سال کی تھی، مزار مبارک آپ کا دہلی شہر کے باہر اجمیری دروازہ کے قریب رسول اللہ ﷺ کے قدم شریف کے نزدیک واقع ہے[27]۔

(۲۴)

حضرت سیدنا خواجہ امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ

آپ کے والد کا نام عبد الاحد تھا، آپ کا نسب ۲۸ واسطے پر امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ تک پہونچتا ہے، آپ کو دولت نسبت ابتداء میں اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی، والد

---

[27]- تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند شریف مؤلفہ محمد نذیر رانجھا ص ۸۵ تا ۱۱۰، آپ کے مزید واقعات و واردات کے لئے ملاحظہ فرمائیں اسی کتاب میں ص ۱۱۱ تا ۱۶۴

بزر گوار کے انتقال کے بعد ۱۰۰۸ھ (مطابق ۱۵۹۹ء) میں آپ مکہ معظمہ کے سفر پر نکلے، جب آپ دہلی پہونچے مولانا حسن کشمیریؒ جو کہ آپ کے دوستوں اور خواجہ باقی باللہؒ کے مخلصوں میں تھے [28] وہ آپ کو حضرت خواجہؒ کی خدمت میں لے گئے، جب حضرت خواجہؒ کی دست بوسی سے مشرف ہوئے، تو حضرت خواجہؒ نے پوری بشاشت کے ساتھ توجہ آپ پر ڈالی، اورآپ مقامات عظیمہ پر پہونچے اوروہ سب کچھ دیکھاجو دیکھناچاہیئے، اوروہاں تک پہونچے جہاں تک پہونچناچاہیئے، قطب الاقطاب اور قیومیت کارتبہ آپ کو حاصل ہوا، اورعام وخاص آپ سے فیضیاب ہوئے، اولیاء کبار عصر حضرت مولانا شیخ احمد جامؒ [29] اور حضرت خواجہ شیخ خلیل اللہ

---

[28] -واضح رہے کہ حالات نقشبندیہ مجددیہ کے تمام مطبوعہ نسخوں میں مولانا حسن کشمیریؒ کوعلوم معقول میں حضرت مجددؒ کا استاذ لکھا گیاہے، (دیکھئے: طبع اول حین حیات حضرت منورویؒ ص۱۸، طبع ثانی میرے والد ماجد ص۱۷، طبع ثالث قاری عثمان صاحب بڑگاؤں ص۱۸) مگر یہ درست نہیں ہے، دراصل علوم معقولہ میں آپ کے استاذ مولانا کمال الدین کشمیریؒ تھے، مولانا حسن کشمیریؒ نہیں، غالباًاسی اشتباہ میں یہ عبارت رقم ہوگئی، اوریہی غلطی بعد کے نسخوں میں بھی دہرائی جاتی رہی، مولانا حسن کشمیریؒ آپ کے استاذ نہیں بلکہ دیرینہ دوست تھے، اس پر حضرت مجددؒ کے تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے، خود حضرت منورویؒ نے بھی حضرت امام مجددؒ کی غیر مطبوعہ سوانح "حضرت امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ" میں ان کو دوست ہی لکھاہے، وہ قلمی مخطوطہ پہلی باراس مجموعۂ سوانح وعلوم کے ساتھ شائع ہورہاہے، جو کاغذات کے دفینے میں گم تھا، اللہ پاک نے اس حقیر کو توفیق بخشی کہ اسے اس قیمتی خزانہ تک رسائی ملی، اور پھراس کی تحقیق واشاعت کے اسباب پیدا فرمائے، فللہ الحمد والشکر۔ اوپر متن میں عبارت کی تصحیح کرتے ہوئے حضرت مؤلف کی وہی عبارت نقل کردی گئی ہے جو سوانح امام ربانی میں آپ نے تحریر فرمائی ہے (قلمی نسخہ سوانح حضرت امام ربانی ص۱۰) اور مطبوعہ نسخہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

[29] -مولانا بدرالدین سرہندیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مقامات شیخ الاسلام شیخ احمد جام قدس سرہ میں میں نے خود دیکھاہے ،انہوں نے فرمایاہے کہ میرے بعد سترہ (۱۷) آدمی میری مثل اور میرے ہم نام پیدا ہونگے، ان سب کے آخر میں جو شخص بعثت نبوی ﷺ سے ہزار سال کے بعد ظاہر ہوگا، وہ سب سے زیادہ بزرگ ہوگا (حضرات القدس ج۲ ص۱۹ ماخوذ از حضرت مجددالف ثانی ص۳۹۸ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسینؒ)

چشتیؒ[30] نے آپ کے وجود شریف کی بشارت دی تھی، بلکہ پیغمبر خدا ﷺ نے بھی آپ کی بشارت دی ہے، جیسا کہ امام سیوطیؒ کی اس حدیث شریف سے ظاہر ہے:

رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذاوکذا

(ترجمہ: ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا، اس کی سفارش سے اتنے اتنے یعنی بے شمار لوگ جنت میں داخل ہونگے)[31]

---

[30]-مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشیؒ میں مذکور ہے کہ ایک دن حضرت شیخ نے فرمایا سبحان اللہ خواجگان نقشبندیہ سے ایک عزیز ہندوستان میں پیدا ہوگا، جو تمام اولیاء سے افضل ہوگا، لیکن افسوس کہ میں ان سے شرف ملاقات حاصل نہ کرسکوں گا، بعد ازاں ایک خط اپنی نیاز مندی و معذرت اور دعائے خیر کے لئے لکھ کر اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی کو دیا جو انہوں نے ۱۰۲۲ھ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش کیا، آپ نے ملاحظہ فرما کر شیخ موصوف کے لئے دعا کی، اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام اولیاء کبار میں نظر آتا ہے (روضۃ القیومیہ ص ۴۳ ماخوذ از حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۹ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ زوار حسینؒ)

اور بھی کئی بزرگوں سے ایسی بشارتیں منقول ہیں۔

[31]-روضۃ القیومیۃ میں اسی طرح ہے، حضرت منورویؒ نے غالباً اسی کتاب سے یہ روایت لی ہے (حدیقۂ محمودیہ ترجمہ روضۃ القیومیۃ ج ۱ ص ۲۹ مترجم مولانا محمد ولی اللہ صدیقی، ناشر مطبع بلبیر پریس ریاست فرید کوٹ پنجاب)

لیکن اصل روایت اس طرح ہے جس کو بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں، حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے کتاب الزھد والرقاق میں اور ابن سعدؒ نے طبقات کبریٰ میں نقل کیا ہے:

أخبرنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ، قال : بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول : « يكون في أمتي رجل يقال له : صلة بن أشيم ، يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا(دلائل النبوة للبيهقي ج 7ص 199 حدیث نمبر: 2665 المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى : 458هـ)مصدر الكتاب :موقع جامع الحديث [الكتاب مرقم آليا غير موافق للمطبوع]إعداد البرنامج وتركيبه : المفتي محمد عارف بالله القاسمي * الزهد ويليه الرقائق ج 1 ص 297 المؤلف : عبد الله بن المبارك بن واضح المرزوي أبو عبد الله الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي عدد الأجزاء : 1 * الطبقات الكبرى ج7 ص 137المؤلف : أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء ، البصري ،

البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى : 230هـ)المحقق : إحسان عباس الناشر : دار صادر – بيروت الطبعة : 1 – 1968 م عدد الأجزاء : 8

☆مگر اس روایت میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ متصل نہیں ہے، بلکہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر کے بلاغات میں سے ہے، یعنی ان تک یہ روایت پہونچی ہے، پہونچانے والے راویوں کے نام معلوم نہیں ہیں، جیسا کہ خود روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

☆دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں صلہ سے مراد رابطہ یا سنگم نہیں ہے (جیسا کہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددیؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے (دیکھئے: مقامات خیر ص ۵۶، ۵۷) بلکہ یہ ایک شخص کا نام ہے، جیسا کہ خود روایت میں ولدیت کی تصریح کے ساتھ ان کا نام آیا ہے، ان کا پورا نام "ابوالصہباء صلۃ بن اشیم العدوی" ہے، ابوالصہباء کنیت ہے، یہ قبیلۂ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے، اور بصرہ کے رہنے والے تھے، اکابر تابعین میں سے تھے، امام بخاریؒ، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان کا تذکرہ تابعین میں کیا ہے، جبکہ ابن شاہین اور سعید بن یعقوب نے ان کو زمرۂ صحابہ میں شمار کیا ہے، بڑے متقی اور صاحب کرامات بزرگ تھے، کتب تاریخ و روایات میں ان کی متعدد کرامات نقل کی گئی ہیں ، مثلاً:

☆ایک جنگ میں ان کا گھوڑا مر گیا، انہوں نے اللہ پاک سے دعا مانگی کہ پروردگار! راستے میں مجھے کسی کا دست نگر اور منت کش احسان نہ بنا، ان کی اس دعا سے وہ گھوڑا زندہ ہو گیا، آپ نے زین کسا اور اس پر سوار ہو کر گھر پہونچ گئے، گھر میں اپنے صاحبزادے سے کہا کہ گھوڑا کا زین نکال دووہ میں نے کسی سے عاریت پر لیا تھا، زین نکالتے ہی گھوڑا گر پڑا اور مر گیا۔

☆ایک بار کسی جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر غراتا ہوا آیا، وہ شاید بھوکا تھا، لیکن آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے، سلام کے بعد آپ نے شیر سے کہا کہ روزی کہیں اور جا کر تلاش کرو، وہ شیر واپس چلا گیا۔

ان کا وصال عراق پر حجاج کی گورنری کے ابتدائی ایام میں ۷۵ھ/۶۹۴ء میں ہوا، غالباً کابل میں قتل کر دیئے گئے، بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یزید بن معاویہؓ کی خلافت کے زمانے میں انہوں نے انتقال فرمایا، جب کہ بعض اہل تاریخ کا بیان ہے کہ وہ سجستان میں ۳۵ھ/۶۵۵ء میں شہید کئے گئے، اس وقت ان کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی، گویا انہوں نے جاہلیت کا عہد بھی پایا تھا۔

آپ کی اہلیہ کا نام معاذہ بنت عبداللہ العدویہ (م ۸۳ھ/۷۰۲ء) تھا، وہ بھی بڑی زاہدہ اور عابدہ خاتون تھیں ، وہ تابعات میں سے ہیں، بخاری و مسلم وغیرہ میں ان کی روایات آئی ہیں (جامع العلوم والحکم بشرح خمسين حديثا من جوامع الكلم ج 38 ص 28المؤلف : ابن رجب الحنبلي المحقق : ماهر ياسين فحل ، وقد

اس حدیث شریف کو ابن سعدؒ نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے روایت کیا ہے، اور لکھا ہے:

الحمدالله الذی جعلنی صلۃبین البحرین ومصلحاًبین الفئتین[32]

(ترجمہ: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دو سمندروں کے درمیان سنگم اور دو گروہوں کے مابین صلح کرانے والا بنایا)

جعل تحقيقه للكتاب مجانا فجزاه الله خيرامصدر الكتاب : موقع صيد الفوائد إعداد البرنامج : المفتي محمد عارف بالله القاسمي* الإصابة في معرفة الصحابة ج **2** ص **50** المؤلف : أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : **852**هـ* الوافي بالوفيات ج **5** ص **252** المؤلف : صلاح الدين خليل بن أيبك الصفدي (المتوفى : **764**هـ * ثقات ابن حبان ج **4** ص **383** المؤلف : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى : **354**هـ)مصدر الكتاب : موقع يعسوب)

[32]-یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے، جو خود انہوں نے اپنے بارے میں حضرت خواجہ معصومؒ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا ہے (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۶ دفتر دوم) اس جملہ میں "صلہ "سنگم اور رابطہ کے معنی میں ہے، حضرت مجددؒ نے اپنے کو صلہ قرار دیا یعنی شریعت وطریقت اور علماء ظاہر اور صوفیاء کے درمیان آپ کی شخصیت نقطۂ اتصال کی تھی، بس اس جملہ کا اتنا ہی مفہوم ہے، حضرت مجددؒ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مذکورہ بالا حدیث میں جس صلہ کا لفظ آیا ہے وہ رابطہ کے معنیٰ میں ہے اور اس کا مصداق میں ہوں، بلکہ بعد کے سوانح نگاروں نے محض صلہ کی لفظی مناسبت کی بنیاد پر از خود یہ نکتہ پیدا کیا کہ حضرت مجددؒ نے اپنے کو جو صلہ فرمایا ہے یہ وہی صلہ ہے جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے ،(دیکھئے مقامات خیر ص ۵۶، ۵۷ مؤلفہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقیؒ☆ و حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۹۷، ۳۹۸ مؤلفہ حضرت مولانا زوار حسین صاحبؒ)

مگر جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ حدیث میں مذکور "صلہ "لغوی معنیٰ میں نہیں ہے، بلکہ ایک تابعی کا نام ہے جو پہلی صدی ہجری میں گذر چکے ہیں ،جب کہ حضرت مجددؒ کے جملہ میں لفظ صلہ لغوی معنیٰ میں ہے۔اس کا مذکورہ حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

اور یہ لقب اصحاب کے درمیان مشہور و معروف ہے، اور اکابر علماء زمانہ نے بھی اس حدیث کو ان کی ذات پر مسلم رکھا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت جمعہ کی آدھی رات میں ۱۴/ شوال المکرم ۱۷۱ھ (مطابق ۲۶/ جون ۱۵۶۴ء) کو ہوئی، اور وفات شریف آپ کی بروز سہ شنبہ وقت صبح بعد اشراق ۲۸/ صفر ۱۰۳۴ھ (مطابق ۳۰/ نومبر ۱۶۲۴ء) میں واقع ہوئی، عمر شریف آپ کی ترسٹھ (۶۳) سال کی گذری ہے، مزار مبارک سرہند شریف میں ہے[33]۔

(۲۵)

حضرت سیدنا عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ

آپ کا اسم مبارک محمد معصوم ہے، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد دالدین اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے نام سے مشہور ہیں، آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تیسرے صاحبزادے ہیں، حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد معصوم ایشاں برما بسیار مبارک آمد، جس سال آپ پیدا ہوئے، حضرت خواجہ (باقی باللہؒ) کی آستاں بوسی حاصل ہوئی، آپ کا لب مبارک تین (۳) سال کی عمر ہی میں کلمات توحید سے آشنا ہو گیا تھا، اور آپ کہتے تھے:

زمیں منم، آسماں منم، ایں منم، آں منم، آں دیوار حق است، وآں اشجار حق۔

تین ماہ میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا، اور سولہ (۱۶) سال کی عمر میں علوم نقلی وعقلی سے فارغ ہوگئے، اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، آپ کے پدر بزرگوار آپ کی اعلیٰ استعداد کی نسبت تعریف کرتے اور فرماتے کہ یہ لڑکا بالذات ولایت محمدیہ کی استعداد

---

[33]- تاریخ وتذکرہ خانقاہ سرہند شریف ص ۲۰۵ تا ۲۹۶ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا مطبوعہ لاہور ☆ حضرات القدس ج ۱ ص ۲۶۵ مؤلفہ شیخ بدرالدین سرہندیؒ

رکھتا ہے، محمدی المشرب اور محبوبوں میں سے ہے، خواجہ محمد معصوم کا حال نسبتوں کے حاصل کرنے میں صاحب شرح وقایہ کے حال کے مانند ہے، کہ صاحب شرح وقایہ کے جد امجد جو بھی مسئلہ تالیف کرتے صاحبِ شرح وقایہ اس کو یاد کر لیتے۔

آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں، ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے رمضان المبارک میں کبھی ماں کا دودھ نوش نہیں فرمایا، چنانچہ ایک مرتبہ ماہ رمضان میں رویت ہلال میں اختلاف واقع ہوا، حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ محمد معصوم نے آج دودھ پیا ہے کہ نہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے دودھ نوش نہیں فرمایا، آپ نے کہا کہ آج رمضان شریف شروع ہو گیا۔

ولادت باسعادت آپ کی ۱۰/ شوال ۱۰۰۷ھ (۷/ مئی ۱۵۹۹ء) کو ہوئی، اور وفات شریف ۹/ ربیع الاول ۱۰۷۹ء (۷/ اگست ۱۶۶۸ء) کو واقع ہوئی، آپ نے السلام علیکم کہتے ہوئے جان شیریں جان آفریں کے سپرد کر دی، مزار مبارک آپ کا سرہند شریف میں ہے[34]

(۲۶)

حضرت سیدنا خواجہ شیخ سیف الدینؒ

آپ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰؒ کے پانچویں لڑکے ہیں، تھوڑی مدت میں قرآن شریف پڑھ کر کتب متداولہ میں مشغول ہو گئے، اور نسبت باطن لڑکپن ہی کے زمانے میں اپنے والد ماجد سے حاصل کی، آپ گیارہ(۱۱) سال کے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار نے

---

[34]-انوار معصومیہ ص ۲۰ مؤلفہ مولانا سید شاہ زوار حسینؒ ناشر ادارۂ مجددیہ کراچی ۱۹۸۹ء ☆ تاریخ وتذکرہ خانقاہ سرہند شریف ص ۶۶۴ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا ☆ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۳۱ تا ۳۶۵ مؤلفہ مولانا محمد حسن نقشبندیؒ)

آپ کو فنائے قلبی اور ولایت صغریٰ کی بشارت دی، اور بالغ ہونے کے قبل ہی فنائے نفس اور ولایت کبریٰ کی بشارت سے نوازا، مرتبہ کمال و تکمیل کے حاصل ہونے کے بعد شروع جوانی میں احکام شریعت اور دین ملت کے ازدیاد کے لئے آپ نے کوشش کرنی شروع کر دی، سچ ہے آپ کے زمانہ میں دین وملت نے بہت زیادہ طراوت پائی، اور بدعت کا نام ناپید ہو گیا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو آپ نے ایسے طریقے سے پھیلایا کہ اس سے پہلے کسی شیخ نے نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ ان کے زمانہ میں ہندی بدعت شائع نہیں ہوئی، اسی سبب سے حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے آپ کو محتسب امت کے لقب سے سرفراز فرمایا، آپ کو ظاہری جاہ وجلال بھی بہت تھا، امراء وسلاطین دست بستہ آپ کے سامنے کھڑے رہتے تھے، جب تک اجازت بیٹھنے کی نہ ہو جائے مجال نہیں کہ آپ کے سامنے میں بیٹھ جائیں، ایک شخص کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت شیخ تکبر رکھتے ہیں، حضرت نے شرف باطن سے فرمایا کہ:

"تکبر ما ظل کبریائی اوست جل جلالہ"

ولادت باسعادت آپ کی ۱۰۴۹ھ (۱۶۳۹ء) میں اور وفات شریف ۲۶/جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ (۳۰/اپریل ۱۶۸۵ء) کو واقع ہوئی، مزار مبارک آپ کا سرہند شریف میں ہے [35]

(۲۷)

حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونیؒ

آپ علم ظاہر وباطن کے جامع ہیں، سلطان اولیاء حضرت خواجہ شیخ سیف الدینؒ سے

35- حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۷۴ تا ۳۸۲ مؤلفہ مولانا محمد حسن نقشبندیؒ ☆ تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ دہلی ص ۵۵ تا ۹۵ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا

آپ نے مقامات سلوک حاصل کئے،اور حضرت خواجہ محمد محسنؒ کی خدمت میں جو کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ معصوم ایشاں کے خلیفہ تھے ،برسوں آپ نے فیض حاصل کیاہے، آپ پر استغراق کا عالم طاری رہتاتھااورپندرہ پندرہ (۱۵)سال تک یہ حال رہتاکہ نماز کے وقت استغراق میں تخفیف ہو جاتی ،اور پھر مغلوب الحال ہو جاتے ،لقمہ میں آپ بہت زیادہ احتیاط رکھتے ،کئی کئی دن کا کھاناپکاکراپنے ساتھ رکھ لیتے اور بھوک پیاس کے وقت اسی سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا تناول فرمالیاکرتے ، کثرت مراقبہ سے پشت مبارک آپ کی خم ہوگئی تھی ،فرماتے تیس (۳۰)سال سے کھانے کی طرف رغبت نہیں ہے،ضرورت کے وقت جو دل چاہتاہے کھا لیتاہوں،وفات شریف آپ کی ۱۱/ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ (مطابق ۱۳/ اگست ۱۷۲۳ء)کو واقع ہوئی ،مزار مبارک شہر دہلی سے باہر حضرت محبوب الٰہیؒ کے جوار میں نواب اکرم خان کے باغ میں واقع ہے[36]۔

(۲۸)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ

اسم مبارک جان جاناں ،لقب شمس الدین حبیب اللہ تخلص مظہرؔ ہے، آپ مرزا جانؒ کے صاحبزادے ہیں ، آپ علوی نسب ،روحانی حسب ، فخر اولیاء اور زبدۃ اصفیاء دہر ہیں ، نسب شریف آپ کا اٹھائیسویں واسطے سے بتوسط محمد بن حنفیہ امیر المؤمنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ تک پہونچتاہے، آپ کے دادا امیر کمال الدین آٹھویں صدی ہجری میں طائف سے ترکستان تشریف لے گئے ،اور وہیں کسی حاکم کی کنواری لڑکی سے شادی کرلی ، یہ اورنگ زیب

36۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۳ص ۲۲۶، ۲۲۷ مؤلفہ مفتی غلام سرور☆ تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ دہلی ص ۱۲۷ تا ۱۳۹ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا۔

عالمگیر کازمانہ تھا، آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ مرزاجانؒ نے جاہ و حشمت اور منصب شاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی، اوراپنے تمام اسباب وجاہ و حشم کوراہ خدامیں خرچ کر دیا،اوروہاں سے اکبر آباد کی جانب چل پڑے، اثنائے راہ ہی میں جمعہ کے دن رمضان المبارک کے مہینہ میں ۱۱۱۱ھ (مطابق یکم مارچ ۱۷۰۰ء) بمقام کالاباغ آپ کی پیدائش ہوئی۔

واقعۂ وفات شریف اس صورت ہے کہ ۷/ محرم روز چہار شنبہ ۱۱۹۵ھ (مطابق ۲/ جنوری ۱۷۸۱ء) کی رات میں جب کہ رات کا کچھ حصہ گذر چکا تھا، چند آدمی آپ کے دروازے پر آئے اور دستک دی، خادم نے جاکر عرض کیاکہ چند آدمی آپ کی زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں، حکم ہوا، بلاؤ، تین آدمی اندر داخل ہوئے، ایک ان میں سے دایت زادہ کا مغل تھا، اس نے پوچھا کہ کیاآپ ہی حضرت مرزاجان جاناں ہیں، فرمایا، ہاں، دوسرے دونوں شخصوں نے کہا، ہاں، مرزاجان جاناں یہی ہیں، پس اس بدبخت نے ایک گولہ طبانچہ کامارا، جو آپ کے پہلوئے چپ پر قریب دل کے لگا، چونکہ آپ ضعیف اور بوڑھے تھے، درد کی شدت سے پریشان ہوگئے، اور غشی آگئی، اور خاک وخون میں تڑپنے لگے، اسی حالت میں آپ نے اپنا دیوان پڑھنا شروع کیا:

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیرے

نہاکر دند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت ایں عاشقان پاک طینت را

زخم دل مظہرؔ مبادا بہ شود ہشیار باش

کیں جراحت یادگار ناوک مژگان اوست

تیسرے دن نماز مغرب کے وقت سنیچر کی رات میں دسویں محرم ۱۱۹۵؁ھ (مطابق ۶ / جنوری ۱۷۸۱؁ء) کو اپنے جد بزرگوار حضرت سیدنا امام حسینؓ کے مانند جان شیریں کو راہ مولیٰ میں نثار فرماکر شربت شہادت نوش فرمایا، مزار مبارک شہر دہلی میں حضرت مجددیہ مظہریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خانقاہ شریف میں ہے (یہ خانقاہ آپ ہی کے نام پر خانقاہ مظہریہ کہلاتی ہے)[37]۔

(۲۹)

حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ

آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کے سجادہ نشین اور بڑے خلفاء میں سے ہیں، آپ کا نسب شریف حضرت سیدنا اسد اللہ غالب علی بن ابی طالبؓ تک پہونچتا ہے، آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ سید عبد اللطیف اہل مجاہدہ و مرد باریاضت تھے، آپ کھانے کی جگہ پر صرف ساگ کھاکر اکتفا کرتے اور صحرا میں ذکر جہر کیا کرتے، آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضرت خواجہ شاہ ناصر الدینؒ کے مرید تھے، ایک دن آپ کے والد حضرت خواجہ عبد اللطیف نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا، آپ فرمارہے تھے کہ عبد اللطیف تجھ کو ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام پر "علی" رکھنا، اسی زمانہ میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی خواب میں حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو دیکھا، آپ نے

[37]۔ تذکرہ و تاریخ خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ مجددیہ دہلی ص ۱۴۳ تا ۱۹۰ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا

آپ کی والدہ کو بشارت دی کہ تجھ کو لڑکا پیدا ہو گا، جس کو میرے نام پر عبد القادر نام رکھنا، جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد نے مطابق بشارت آپ کا نام علی اور والدہ نے عبد القادر اور آپ کے عم بزرگوار ایک مرد بزرگ تھے اور ایک ماہ میں قرآن شریف حفظ فرمایا تھا، انہوں نے مطابق حکم سرور کائنات رسول اللہ ﷺ کے آپ کا نام عبد اللہ رکھا، جب آپ تمیز کو پہونچے تو اپنے کو "غلام علی" مشہور کیا۔

آپ کے والد ماجد نے آپ کو اپنے پیر سے بیعت کرانے کے لئے جو صحبت دار حضرت خضر علیہ السلام کے تھے، وطن سے بلایا جس رات کو آپ وہاں پہونچے ان بزرگ کا اسی رات میں کہ گیارہ (۱۱) رجب کی تھی انتقال ہو گیا، آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ میں نے تم کو بیعت کے لئے بلایا تھا، لیکن تمہاری تقدیر میں نہیں تھا، اب جہاں جی چاہے بیعت کرلو، ۱۱۸۰ھ میں جب آپ کی عمر شریف بائیس (۲۲) سال کی تھی، حضرت سیدنا خواجہ مرزا جان جاناں شہیدؒ کی خانقاہ شریف پہونچے۔ بیت

ازبرائے سجدۂ عشق آستانے یافتم
سرزمینے بود منظور آسمانے یافتم

بیت کا استدعا کیا ہے، آپ نے فرمایا، جہاں تمہارا ذوق وشوق اجازت دے وہاں بیعت کرلو، اس جگہ سنگ بے نمک چاٹنا ہے، عرض کیا، مجھ کو یہی منظور ہے، فرمایا، مبارک ہو، اور بیعت کرلی۔

ولادت باسعادت آپ کی ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں ضلع پنجاب کے موضع پٹیالہ میں واقع ہوئی، اور وفات شریف ۲۲/ صفر روز شنبہ ۱۲۴۰ھ (مطابق مطابق ۱۶/ اکتوبر ۱۸۲۴ء) کو

ہوئی، مزار مبارک آپ کا شہر دہلی میں خانقاہ میں پیر صاحب کے پہلو میں ہے [38]۔

(۳۰)

حضرت خواجہ شاہ ابو سعیدؒ

آپ صاحبزادے ہیں حضرت خواجہ صفی القدر بن خواجہ عزیز القدر بن حضرت خواجہ سلطان الاولیاء شیخ سیف الدینؒ کے، آپ کی ولادت دوسری ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ (مطابق ۹/ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو مصطفےٰ باد عرف رام پور میں ہوئی، ایام طفلی ہی سے آثار **السعید من سعد في بطن أمه** [39]، آپ کی جبین مبارک سے ظاہر تھے، آپ ظاہری وباطنی علوم کے جامع تھے، آپ اپنے والد کی اجازت سے قبلۂ عالم حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی خانقاہ شریف پہونچ کر خاندان قادریہ عالیہ کی نسبت حاصل کرکے خلیفۂ خاص کی خلعت سے سرفراز ہوئے، اس کے بعد عالی جناب قطب الاقطاب غوث شیخ وشاب حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر تمام مقامات عالیہ نقشبندیہ کو طے فرماکر خلیفۂ اعظم اور جانشین اپنے پیر بزرگوار کے ہوئے۔

پیر روشن ضمیر کے وصال کے دس سال بعد ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) میں آپ عازم حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً ہوئے، محرم کے مہینہ میں ایک شدید مرض میں مبتلا ہو کر اسی حال میں زیارت حرمین شریفین اور ہزاروں فتوحات وفیوضات حاصل کرکے گھر کی طرف لوٹے، ۲۲/ رمضان المبارک کو شہر ٹونک میں داخل ہوئے، اس جگہ مرض بہت زیادہ ترقی

---

[38]- تاریخ وتذکرہ خانقاہ مظہریہ نقشبندی دہلی ص ۳۲۵ تا ۳۵۳ مؤلفہ محمد نذیر رانجھا

[39]- : المعجم الكبير ج 3 ص 176 حديث نمبر :3041 المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم – الموصل الطبعة الثانية ، 1404 – 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي عدد الأجزاء : 20

کر گیا، یہاں تک کہ آٹھ دن بعد عید الفطر کے دن ۱۲۵۰ھ (مطابق ۳۱/ جنوری ۱۸۳۵ء) کو اس دنیائے ناپائیدار سے آپ کوچ فرما گئے، غسل اور جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے منجھلے صاحبزادے حضرت خواجہ شاہ عبد الغنیؒ آپ کی نعش مبارک صندوق میں رکھ کر چالیس (۴۰) روز کے بعد دہلی لے آئے اور حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ کے پہلو میں دفن کیا[40]۔

(۳۱)

حضرت خواجہ شاہ احمد سعیدؒ

آپ کا اسم شریف احمد سعید اور لقب سراج الاولیاء اور کنیت ابوالمکارم ہے، آپ حضرت خواجہ شاہ ابو سعیدؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں، حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ آپ کو لڑکا کہا کرتے تھے اور آپ ان کے خلیفہ بھی ہیں، پندرہ (۱۵) سال تک حضرت خواجہ شاہ غلام علیؒ کی خدمت بابرکت میں فیضیاب رہے، حضرت خواجہؒ کی مفارقت کے بعد آپ اپنے والد ماجد سے فیض پاتے رہے، جب آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہو گیا تو آپ ان کے قائم مقام اور سجادہ نشیں ہوئے، ہند، خراسان، بلخ، بدخشاں تک کے طالبان حق آپ کے دربار میں حسب حوصلہ فائدہ اٹھاتے تھے۔

ماہ محرم ۱۲۷۴ھ (مطابق اگست ۱۸۵۷ء) میں ہند سے ہجرت فرما کر آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، اور وہاں کے لوگوں کو فیض پہونچایا۔

آپ کی پیدائش ربیع الثانی کی پہلی تاریخ ۱۲۱۷ھ (مطابق ۳۱/ جولائی ۱۸۰۲ء) کو رام پور میں ہوئی، (اور وفات ۲/ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸/ ستمبر ۱۸۶۰ء کو مدینہ منورہ میں

---

[40] - مقامات خیر ص ۷۵ تا ۸۷ مؤلفہ حضرت مولانا زید ابو الحسن فاروقیؒ

ہوئی) عمر شریف آپ کی ساٹھ (۶۰) برس تھی، اور مسند ارشاد پر آپ اٹھائیس (۲۸) سال تک جلوہ افگن رہے، مزار مبارک آپ کا مدینہ طیبہ میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنیؓ کے مزار شریف کے بغل میں واقع ہے[41]۔

(۳۲)

حضرت خواجہ شاہ محمد عمرؒ

آپ حضرت خواجہ شاہ احمد سعیدؒ کے منجھلے صاحبزادے ہیں، تمام مقامات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ وعالیہ قادریہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہ کر طے کئے، حضرت سراج الاولیاء اور لڑکوں سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے تھے، آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے تولد کے قبل خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں مہتاب نکلا ہے، حضرت سراج الاولیاءؒ نے اس خواب کی تعبیر آپ کی والدہ ماجدہ کو بتلائی کہ تمہارے گھر میں مہتاب جیسا لڑکا پیدا ہوگا، حضرت سیدنا خواجہ باقی باللہؒ نے خواب میں آپ کو اپنی فرزندی میں لینے کا شرف بخشا تھا۔

ولا ایں بشارت نشاید نہفت　　　　کہ فرزند خود خواجہ باقیش گفت

ولادت باسعادت آپ کی ۶/ شوال المکرم ۱۲۴۴ھ (مطابق ۱۰/ اپریل ۱۸۲۹ء) کو خانقاہ شریف میں ہوئی، اور وفات شریف ۲/ محرم روز یکشنبہ ۱۲۹۸ھ (مطابق ۴/ دسمبر ۱۸۸۰ء) کو واقع ہوئی، تاریخ وصال اس مصرعہ سے نکلتی ہے:

ع　　　یوم یکشنبہ دوم شہر محرم آہ آہ

مزار مبارک آپ کا رام پور میں حضرت سیدنا خواجہ حافظ جمال اللہؒ کے چبوترہ پر

41- مقامات خیر ص ۸۸ تا ۱۱۳

واقع ہے[42]۔

(۳۳)

حضرت سیدنا و مولانا شاہ محی الدین ابو الخیر فاروقیؒ

آپ کی پیدائش شاہ جہاں آباد میں حضرت مجددیہ مظہریہ کی خانقاہ شریف میں بوقت سعید تاریخ ۲۷/ربیع الاول ۱۲۷۲ھ (مطابق ۶/جنوری ۱۸۵۶ء) واقع ہوئی، آپ کی قطعۂ تاریخ پیدائش حسب ذیل ہے:

چو ابوالخیر شدہ نور فگن　　مہر بنیاد چراغ نبوی

سال میلاد عمر خواست ز دل　　کردار شاد چراغ نبوی

آپ چار پانچ سال کے تھے کہ حضرت سراج الاولیاء جد امجد سے اپنے شرف بیعت حاصل کر کے خلافت خاصہ سے سرفراز ہوئے، آپ کے جد امجد آپ کو اور پوتوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، نو(۹) سال کی عمر میں آپ حفظ قرآن شریف کر کے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے، کتب درسیہ کی تعلیم اکابر علماء وقت سے جو اس وقت حرمین شریفین میں تھے، مثلاً مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، و مولانا مولوی سید حبیب الرحمن صاحب مہاجر مکیؒ، و حضرت مولانا سبط احمد صاحب مکیؒ سے حاصل کی اور تصوف کی کتابیں آپ نے اپنے والد معظم اور عم مکرم حضرت مولانا شاہ محمد مظہرؒ سے اور کتب احادیث حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب محدث دہلوی ثم المدنیؒ سے پڑھیں، اور علوم و معارف توحید اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کر کے اجازت مطلقہ و خلافت عامہ سے سرفراز ہوئے، اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں آپ

---

[42]۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مقامات خیر ص ۱۱۴ تا ۱۴۷

بڑے بڑے علماء وفضلاء کے مرجع قرار پاگئے تھے، آپ کی ذات علوم عقلیہ ونقلیہ کی جامع قرار پائی۔

سالہا بر دند مرداں انتظار　　　تا یکے رایار باشد صد ہزار

۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء) میں آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ مصطفیٰ آباد تشریف لائے اور چھ (۶) ماہ کے بعد آپ کے والد ماجدؒ کا وصال ہو گیا، اور آپ ان کے قائم مقام اور جانشین بنے، لوگوں سے بے تعلقی اور حکومت میں رہ کر ریاضت ومجاہدات میں مشغول ہوئے، جب آپ مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے (بطریق الہام) آپ کو مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دی، آپ وہاں گئے، مدینہ منورہ میں آپ کو بے انتہاو بے حساب ترقی حاصل ہوئی، اور طالبان خدا ہر طرف سے آپ کے یہاں آنے لگے، یہاں تک کہ شریف مدینہ حضرت خالدؒ بھی آپ کے مرید ہو گئے، شریف مدینہ کے مرید ہونے سے آپ کی بہت زیادہ شہرت ہو گئی، تو آپ نے شریف مدینہ سے فرمایا کہ آپ کو میرے یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے، میں غائبانہ توجہ آپ کو دوں گا۔

چند مدت کے بعد بحکم سید المرسلین وخاتم النبیین ﷺ آپ ہندوستان چلے آئے، اور دہلی میں مجددیہ مظہریہ خانقاہ شریف میں رونق افروز ہوئے، دور دراز کے طالبان حق آپ کی غلامی سے مشرف ہوئے، اور حسب استعداد کمالات عظمیٰ پر پہونچے، چھتیس (۳۶) سال سجادہ نشیں رہے۔

۲۹/ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۱ھ (مطابق ۱۶/ فروری ۱۹۲۳ء) میں وصال فرمایا، بروز شب جمعہ مزار مبارک بہ پہلو سراج الاولیاء واقع ہے، دہلی خانقاہ مجددیہ مظہریہ میں [43]

---

[43] ۔مقامات خیر ص ۱۵۲ تا ۵۶۹ مؤلفہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقیؒ

شاہ ابوالخیر بصد خیر بشیر جنت رفتی ودیدۂ پر از خون بفراقت کردیم

تاریخ وفات در عربی: رضی اللہ جل وعلا عنہ (۱۲۴۱ھ)

مظہر حق قامت دلجوئی تو دیدہا محو رخ نیکوئی تو

اے ہلال عید جودابروئے تو چشم امید مریداں سوئے تو

مفلسانم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

اذکار واشغال کا بیان

سر لطائف سے مقصود وصول الی اللہ اور دوام حضور ہے، مشائخ کرام نے ابتداء میں دو طریقے ذکر کے رکھے ہیں: اول اسم ذات، دوسرے نفی اثبات، طریقہ اسم ذات کا یہ ہے کہ دوزانو بیٹھ کر تین بار استغفار اور تین بار اللھم حرق قلبی بنار عشقک کرکے لطیفۂ قلب کی طرف متوجہ ہو، اور خیال کرے کہ دل سے اللہ اللہ نکلتا ہے، اور اس خیال کے وقت زبان یا کسی عضو کو حرکت نہ دے، اسی طریقہ سے صبح و شام ذکر کرے، مگر اس خیال سے کسی وقت غافل نہ ہو، اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یہی خیال رہے، اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ تمام کام چھوڑ دے، ہمارے حضرت مولانا سید شاہ بشارت کریم صاحبؒ نے فرمایا: ایں ہم کن وآں ہم کن تا غلبہ کرا باشد، اس خیال کی مواظبت میں کوشش کرے پھر غلبہ حال یا توسب کام چھڑا دے گا یا یکبارگی ایسی عنایت ایزدی ہوگی کہ کوئی کام اس خیال کو مانع نہ ہوگا، اور خلوت در انجمن کا مدعا حاصل ہوگا، جب قلب جاری ہو جائے تو اسی طرح لطیفۂ دوم کی طرف متوجہ ہو اور دھیان کرے کہ روح سے اللہ اللہ نکلتا ہے، اور اسی خیال میں محو ہو جائے، یعنی بغیر خیال اس سے ذکر جاری ہو جائے تو لطیفۂ سر کی طرف متوجہ ہو اور اسی طرح ذکر کرے، پھر لطیفۂ خفی سے، اس کے بعد لطیفۂ اخفیٰ سے، پھر لطیفۂ نفس سے ذکر کرے، پھر لطائف اربعہ عناصر پر نوبت پہونچے تو خیال کرے کہ تمام اعضاء بلکہ ہر بن مو سے اللہ اللہ نکلتا ہے، حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں اسے سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

لطائف کا رنگ اور مقام

صفائی لطیفہ کی علامت بزرگوں نے یہ لکھی ہے، کہ اس لطیفہ کا نور سالک پر ظاہر ہو جائے، اور ہر ایک کا نور جدا رنگ رکھتا ہے، قلب کا نور زرد مثل نور چراغ کے، روح کا نور سرخ

،سر کا نور سفید، خفی کا نور سیاہ، اخفیٰ کا نور سبز ،اور نفس کا نور بے کیف ہے۔

لطیفۂ قلب بائیں پستان کے دوانگل نیچے ،اور لطیفۂ داہنے پستان کے دوانگل نیچے،اور لطیفۂ سر بائیں پستان کے دوانگل اوپر،اور لطیفۂ خفی داہنی پستان کے دوانگل اوپر،اور لطیفۂ اخفیٰ بیچ سینہ کے،لطیفۂ سر اور لطیفۂ اخفیٰ کے اوپر پانچوں لطیفے عالم امر کے ہیں۔

طریقۂ نفی اثبات

لا کو ناف سے اٹھا کر دماغ تک لے جائے اور الٰہ کو داہنے مونڈھے پر لائے اور الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے، مگر یہ سب خیال سے کرے ، جسم کو حرکت نہ ہو تا کہ صورت خیالیہ معکوس ہو جائے۔

اس کی شکل یہ ہے

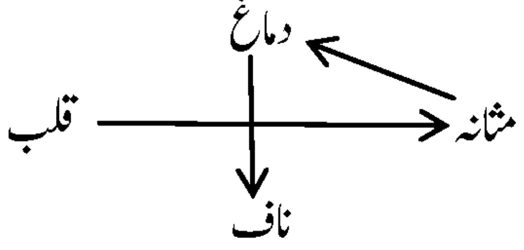

وقت نفی کے ماسوا کی نفی اور وقت اثبات کے اس ذات مطلق کا اثبات کرے،اس ذکر کو حبس دم کے ساتھ کرتے ہیں،اور بغیر حبس دم کے بھی کرتے ہیں،اگر حبس دم کے ساتھ کرے تو سانس کو ناف کے نیچے روک لے، مگر ہر ایک سانس میں عدد طاق کا خیال رکھے،اور سانس چھوڑتے وقت محمد رسول اللہ ﷺ زبان خیال سے کہے، حضرات نقشبندیہ حبس دم کو ذکر میں ضروری نہیں کہتے،البتہ بہت مفید بتاتے ہیں، حضرات نقشبندیہ کے نزدیک تعداد نفی اثبات کی تین سو (۳۰۰) مرتبہ ہے،اور تعداد اسم ذات کی ۲۴ ہزار مرتبہ ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ غلام علی نقشبندی مجددی ؒ اوران کے خلفاء نے اختصار کی غرض
سے بعد طے کرنے لطیفۂ قلب کے لطیفۂ نفس کی سیر کو قائم رکھا،اورارشاد فرمایا کہ اور لطائف اس کے اندر طے ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیاہے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو تاہے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے، اور جب وہ خراب ہو تا ہے، تو تمام جسم خراب ہو جاتاہے، اور وہ ٹکڑا قلب ہے۔

عالم امر اور عالم خلق-لطائف عشرہ

دائرۂ امکان دو حصوں میں منقسم ہے، ایک حصہ عرش اعظم کے اوپر اور ایک حصہ اس کے نیچے، اوپر والے حصہ کا نام عالم امر ہے، اور نیچے والے حصہ کا نام عالم خلق ہے، عالم امر صرف حکم الٰہی سے یکبارگی پیدا ہو گیا، اور عالم خلق بتدریج آہستہ آہستہ پیدا ہوا، عالم امر محض لطیف اور نورانی اور عالم خلق کثیف اور ظلماتی ہے۔

خدائے تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اور مظہر اتم اس طرح بنایا کہ دس چیزیں مختلف جو ان دونوں عالموں میں ہیں۔ ان سب کا خلاصہ اس میں رکھ دیا، ان میں پانچ چیزیں تو عالم امر کی ہیں: قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔ اور پانچ چیزیں عالم خلق کی ہیں: نفس، آگ، پانی، ہوا، مٹی، ان سب کو حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں لطائف عشرہ کہتے ہیں۔

اکابر نقشبندیہ نے جو اپنے کشف سے بائیس (۲۲) مقامات قرب معلوم کئے ہیں، اور ہر ایک مقام کو دائرہ کہتے ہیں، ان میں سے دائرۂ امکان کا اول مقام ہے، ان لطائف خمسہ کا جدا جدا طے کرنا اور اس کے بعد لطیفۂ نفس کی سیر کرنا اور پھر لطائف اربعہ عناصر پر عبور کرنا جس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

لطائف خمسہ کی شکل

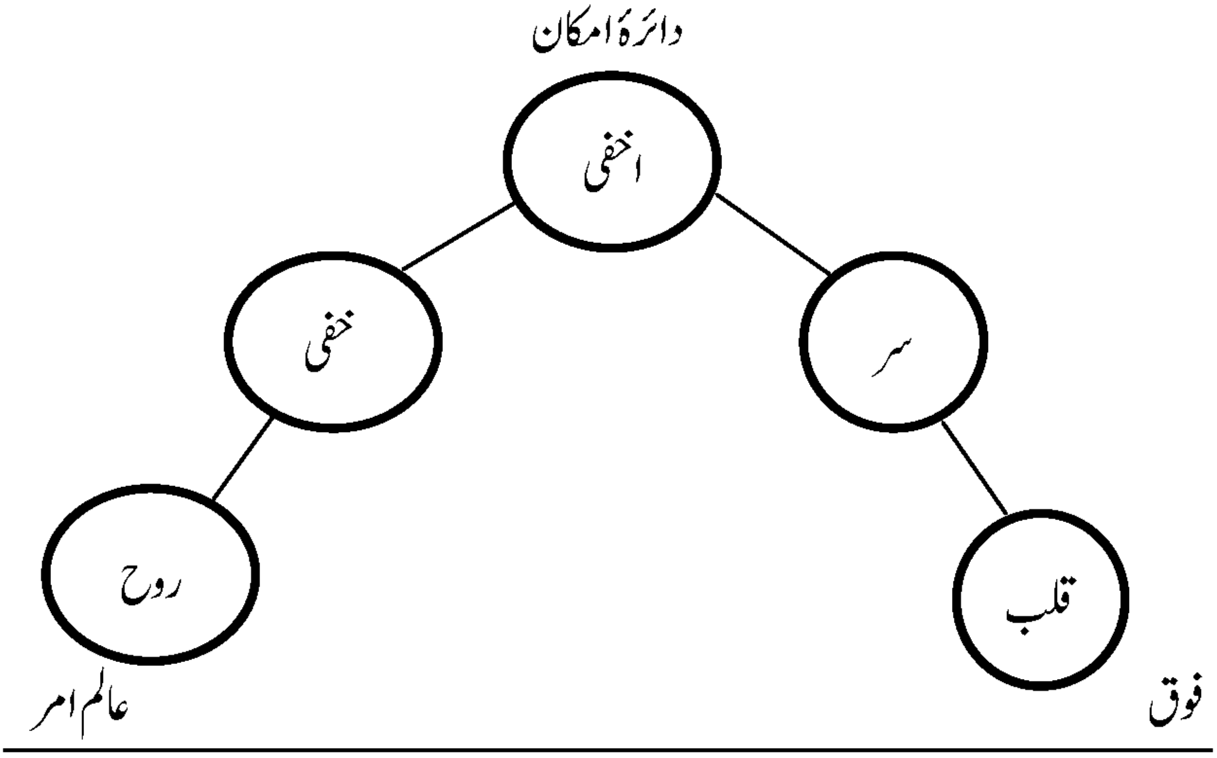

تحت عرش   عرش   عالم خلق

نفس

آگ

پانی

ہوا

مٹی

بیان مراقبہ

مراقبۂ اول:-اپنے قلب کو حضور ﷺ کے قلب مبارک کے روبرو خیال کرکے سرکار فیاض سے التجا کرے کہ الٰہی! تیری تجلی افعال کا فیض جو قلب مبارک حضور حبیب خدا ﷺ کے ذریعہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہونچا ہے، وہ اس عاجز کے قلب

میں پہونچے اوراس کے انتظار میں محو ہو جائے، کثرت ذکر اوراس مراقبہ کی زیادتی سے اگر فضل ایزدی ہوا تو فنائے قلب تجلی افعال میں ہو گی، یعنی یہ حالت ظاہری ہو گی کہ اپنے اور تمام جہان کے افعال کو اس وحدہ لاشریک لہ کا فعل جانے گا، اور کسی کا فعل اس کی نظر میں نہ رہے گا۔

لطیفۂ قلب سے فنائے لطیفہ نفس بھی ہوتی ہے

لطیفۂ روح کو سرکار دوعالم ﷺ کی روح منور کے روبرو خیال کر کے اس فیاض سرکار سے التجا کرے کہ الٰہی صفات ثبوتیہ کے انوار جو حضور سرور کائنات ﷺ کی روح مبارک کے ذریعہ سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح کو پہونچے ہیں، وہ میری روح کو مرحمت ہو۔

لطیفۂ روح سے لطیفۂ باد بھی طے ہوتا ہے

لطیفۂ سر کو تعلق شیونات ذاتیہ الٰہیہ اور موسیٰ علیہ السلام سے ہے، اس لئے بطور سابق شیونات ذاتیہ کا فیض اپنے لطیفۂ سر میں آتا ہوا خیال کرے، شیونات ذاتیہ وہ صفات ہیں جن کی مناسبت بندوں کی صفات میں نہیں ہے، مثلاً شان معبودیت، شان قدوسیت جب اس لطیفہ کی سیر نصیب ہوتی ہے، تو سالک اپنے آپ کو فنافی اللہ پاتا ہے، کہ وہ مقام ہے کہ بعض وقت انا الحق زبان سے نکلتا ہے۔

لطیفۂ سر اور لطیفۂ آب کی اصل ایک ہے

لطیفۂ خفی کو تعلق صفات سلبیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے، اس لئے بطور سابق صفات سلبیہ کا فیض اپنے لطیفۂ خفی میں آتا ہوا خیال کرے۔

لطیفۂ خفی سے لطیفۂ آتش بھی طے ہوتا ہے

لطیفۂ اخفی کو تعلق شان جامع اور حضور حبیب خدا ﷺ سے ہے، اس لئے بطور

مذکورشان جامع کا فیض اپنے لطیفۂ اخفیٰ میں آتا ہوا خیال کرے۔

لطیفۂ اخفیٰ اور لطیفۂ خاک کی اصل ایک ہے

مراقبۂ احدیت دائرۂ امکان میں ہے، مراقبۂ احدیت کی نیت کرکے آنکھ اور منہ بند کرکے یہ نیت کرکے انتظار میں بیٹھنا چاہئے کہ اس ذات پاک احدیت سے جو بے مثل ویکتا ہے ، تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں ، اور جمیع نقائص سے منزہ وپاک ہے، فیض آتا ہے، مراقبہ کے وقت کوئی ذکر قلبی یالسانی نہیں کرنا چاہئے، سارا خیال دل کی طرف رہے اور دل کا خیال ذات پاک احدیت کی طرف، کاسۂ دل کو بندہ پیش کررہا ہے، تاکہ جل شانہ اس فقیر کے کاسۂ دل میں انوار وتجلیات بھردے، اس مراقبہ میں فیض لطیفۂ قلب پر آتا ہے۔

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ

اللھم صل علیٰ سیدناو مولانامحمدو علیٰ آل محمدو علیٰ آل سیدنامحمدافضل صلواتک بعددمعلوماتک وبارک وسلم علیہ

یا الٰہی احمد خیر الوریٰ کے واسطے — سرور عالم امام الانبیاءؑ کے واسطے

جاں نثارو یارغارو جانشین مصطفےٰ — حضرت صدیق اکبرؓ باصفاکے واسطے

واقف اسرار ایزددا خل آل رسول — فارسی سلماںؓ صحابی مقتدا کے واسطے

نور عین حضرت صدیق ہادیٔ جہاں — حضرت قاسمؒ امام الاصفیاء کے واسطے

نور چشم مصطفےٰ و مرتضےٰ و فاطمہ — حضرت صادقؒ امام الاتقیاء کے واسطے

نیر بسطام سلطان و امام العارفیں — عاشق حق بایزیدؒ رہنما کے واسطے

شیخ الاسلام اور پیر شیخ الاسلام ہرات — خرقانیؒ بوالحسن نورالہدیٰ کے واسطے

پیر مولانا غزالیؒ فارمد کے آفتاب — بو علیؒ شیر نیستان ہدیٰ کے واسطے

یوسف ہمدانیؒ محبوب رب العالمیں — آفتاب چرخ ہمداں پرضیاکے واسطے

خواجہ عبدالخالقؒ مرشد امام خواجگاں — غجدوانیؒ شمع بزم اولیاء کے واسطے

کاشف انوار ایزد سرو باغ ریوگر — خواجہ عارفؒ مرشد بااتقیاکے واسطے

زینت انجیر فغنہ خواجہ محمودؒ ولی — رازدان سر خاص کبریا کے واسطے

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ — بادشاہ ملک تسلیم و رضاکے واسطے

خواجہ بابائے سماسیؒ پیشوائے کاملاں — شاہ باز اوج عرفان خداکے واسطے

سید عالی نسب خورشید برج مکرمت — حضرت میر کلالؒ پرضیاکے واسطے

حضرت خواجہ بہاء الدینؒ جناب نقشبند — تاجدار اولیاء مشکل کشاکے واسطے

شمع دیں خواجہ علاءالدین عطارؒ ولی — قطب ارشاد ہدایت رہنماکے واسطے

خواجۂ یعقوب چرخیؒ آبروئے خانداں — عالم علم حقیقت پیشوا کے واسطے

حضرت خواجہ عبید اللہؒ احرارش لقب — ناصر دین نبی شمس الضحیٰ کے واسطے

خواجہ مولانا محمد زاہدؒ عالی مقام — واصل حق الیقیں نجم الہدیٰ کے واسطے

عارف بے مثل درویش محمدؒ محو ذات — عاشق حق کشتۂ حب خدا کے واسطے

خواجۂ دیں خواجگی خورشید شہر امکنہ — ماہ کامل ہادئ شاہ و گدا کے واسطے

شہ رضی الدین خواجہ باقی باللہؒ امام — فانی اندر ذات پاک کبریاء کے واسطے

شہ مجدد الف ثانی شیخ احمدؒ نور حق — نائب حضرت محمد مصطفےٰؐ کے واسطے

عروۃ الوثقیٰ جناب حضرت ایشاں لقب — خواجۂ معصومؒ محبوب خدا کے واسطے

خواجہ سیف الدیں محمدؒ رہبر دنیا و دیں — قطب عالم بادشاہ اولیا کے واسطے

خواجۂ نور محمدؒ سید عالی نسب — قبلۂ دیں تاجدار اتقیاء کے واسطے

شاہ شمس الدیں حبیب اللہ مظہر جان جاںؒ — غوث عالم وارث دین ہدیٰ کے واسطے

رہبر راہ حقیقت شاہ عبد اللہ علیؒ — قطب ارشاد خلائق باخدا کے واسطے

ابر فیضان الٰہی چشمۂ جود و کرم — بوسعید احمدیؒ بدر الدجیٰ کے واسطے

قطب عالم حضرت احمد سعید احمدیؒ — آفتاب چرخ ارشاد و ہدیٰ کے واسطے

پیر و مرشد حضرت شاہ عمرؒ غوث جہاں
مظہر حق نائب خیر الوریٰ کے واسطے
شہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر ولیؒ
بوبلال وزید و سالم مقتدا کے واسطے[44]

یا الٰہی کر عطا دارین میں ہر دم فلاح
حضرت حاجی دوست محمدؒ رہنما کے واسطے
مجھ کو اور احباب کو میرے ہدایت کر نصیب
حضرت عثمان داماںؒ پر ضیا کے واسطے

---

[44]- یہاں تک پورا شجرۂ منظومہ (ایک شعر کا استثنا کر کے) بعینہ وہی ہے جو خانقاہ مظہریہ دہلی سے حضرت شاہ ابو الخیر دہلویؒ کا تیار کردہ شجرۂ منظومہ "روض الازہار فی ذکر الاخیار" میں شائع ہوا ہے، اور روض الازہار کا جو نسخہ میرے پیش نظر

امت احمدؐ کی کر دے مغفرت از فضل خویش
وہ سراج الدینؒ مرد باخدا کے واسطے
نام کو ہے جس کے نسبت باغلام باحسینؒ
مغفرت فرما خدا اس پیشوا کے واسطے

ہے اس پر سن اشاعت ۱۳۴۴ھ (مطابق ۱۹۲۵ء) درج ہے، یعنی حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے وصال کے صرف دو سال بعد یہ کتاب شائع ہوئی، اس وقت حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ باحیات تھے، اور حضرت منورویؒ کا روحانی ارتباط ان سے قائم نہیں ہوا تھا، اور نہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی دہلویؒ خانقاہ مظہریہ کے سجادہ نشین ہوئے تھے، یہ شجرہ حضرت شاہ ابوالخیر صاحبؒ کا تیار کردہ ہے جو قرین قیاس یہ ہے کہ مریدین کو دیا جاتا رہا ہو گا، کیا عجب کہ حضرت منورویؒ کے پاس بھی حضرت شاہ صاحبؒ کا عطا کردہ شجرہ موجود رہا ہو اور تالیف کتاب کے وقت وہی شجرہ پیش نظر رہا ہو۔

اس تفصیل اور پس منظر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شجرہ میں حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے نام کے ساتھ بوبلال وزید وسالم کا مصرعہ حضرت منورویؒ کا اضافہ نہیں بلکہ یہ بھی حضرت شاہ صاحبؒ ہی کا فرمودہ شعر ہے، دراصل شاہ صاحبؒ اپنے نام کے ساتھ ازراہ محبت اپنے تینوں صاحبزادگان کا نام بھی بالعموم لکھا کرتے تھے، اس کی صراحت خود آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا زید ابوالحسن مجددیؒ نے کی ہے، تحریر فرماتے ہیں:

"جب ہم تینوں بھائی عالم وجود میں آگئے تو آپ اپنے اسم گرامی کے بعد ہم تینوں کا نام بھی تحریر فرماتے تھے" (اور اس کی کئی مثالیں درج کی ہیں)

(مقامات خیر ص ۴۱۴ تا ۴۱۵ مؤلفہ حضرت مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددیؒ)

اس لئے مذکورہ مصرعہ سے یہ معنیٰ پیدا کرنا کہ حضرت منورویؒ کو اس طریق نقشبندیت کی اجازت حضرت مولانا زید ابوالحسنؒ سے حاصل ہوئی تھی، بڑی زیادتی اور شعر کے پس منظر اور مفہوم سے ناآشنا ہونے کی علامت ہے۔

البتہ اس شجرہ میں ایک شعر زائد نظر آتا ہے جو کہ "روض الازہار" کے مذکورہ بالا نسخہ میں موجود نہیں ہے ، وہ شعر یہ ہے:

خواجۂ دیں خواجگی خورشید شہر امکنہ ماہ کامل ہادیٔ شاہ و گدا کے واسطے

ممکن ہے کہ قدیم شجرہ میں یہ شعر بھی موجود رہا ہو، اور بعد کے ایڈیشن میں حذف ہو گیا ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حضرت منورویؒ کا اضافہ ہو واللہ اعلم بالصواب۔

سوز دل اور استقامت بہر شریعت کر عطا
وہ بشارت اور کریمؒ پارسا کے واسطے
کر تو مجھ کو بھی عنایت چشم تر اور درد دل
شاہ نور اللہؒ مرشد رہنما کے واسطے

نام میں ہے جس کے احمد اور حسنؒ بھی ساتھ ہے
آرزو برلا میری اس پارسا کے واسطے
عشق اپنا دے مجھے اور معرفت بھی کر عطا
اے میرے پروردگاران اولیاء کے واسطے[45]
دین و دنیا میں مجھے محفوظ رکھ عزت کے ساتھ
آل و اصحاب جناب مصطفےٰؐ کے واسطے
آپڑا ہوں تیرے در پر ہر طرح سے ہوں ملول
کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے[46]

45- یہ شعر بھی روض الازہار میں موجود ہے۔

46- اس شجرہ کو حضرت منورویؒ نے حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے بعد لکیر ڈال کر دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے، ایک حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی نسبت خاندانی ہے جو حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ سے حضرت شاہ عمرؒ اور حضرت شاہ ابو الخیر دہلویؒ صرف دو واسطوں سے ابًا عن جد حضرت منورویؒ تک پہونچی ہے، یہ عالی نسبت ہے، اور دوسری نسبت وہ ہے جو حضرت شاہ احمد سعیدؒ کے خلفاء کے واسطوں سے حضرت منورویؒ کو حاصل ہوئی ہے، اس میں درمیانی واسطے کم از کم پانچ ہیں اور اگر حضرت شاہ نور اللہ عرف حضرت پنڈت جیؒ کی نسبت بھی شامل کر لی جائے تو واسطے چھ (٦) ہو جاتے ہیں، پہلی نسبت کے مقابلے میں یہ نسبت بعیدہ اور سافلہ ہے۔۔۔ بہر حال حضرت منورویؒ کی شخصیت نسبت آبائی اور نسبت خلفاء دونوں کی جامع ہے، اور آپ کے سلسلہ سے وابستہ ہونے والوں کو دونوں نسبتوں کا کامل فیض ملتا ہے۔